خدارا مجھے ضرور پڑھیئے
حق و باطل کی پہچان
مؤلفہ: حکیم قاری محمد مختار القادری ڈی آئی ایم ایس

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد

الصلواة والسلام علیك یا رسول اللهﷺ وعلی الك واصحابك یا حبیب الله

اللہ تعالیٰ کی حمد اور نعت مصطفیٰ ﷺ کے بعد

دور حاضر کے اندر مسلمان طرح طرح کے فتنوں میں مبتلا ہے یوں تو مسلمانوں کے ایمان مضبوط کرنے کے لئے علماء نے بہت سی کتابیں لکھیں ہیں۔ جن کے پڑھنے سے بندہ ہر طرح کے فتنے سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اس کے باوجود عوام الناس ان کتابوں سے فائدہ حاصل نہیں کر پاتے اس کی وجہ جو میرے ذہن میں آئی وہ یہ ہے کہ پہلے نمبر پر دور حاضر میں مہنگائی عروج پر ہے جس وجہ سے لوگ کتابیں نہیں خرید سکتے، دوسرے نمبر پر عوام الناس کی رغبت اکثر دین سے دور ہوتی جارہی ہے۔ آپ ذرا آج سے کچھ عرصہ پیچھے کی طرف نظر کریں تو حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ مسلمان ہر میدان میں دشمن پر غالب رہا لیکن کیا وجہ ہے پہلے بھی یہی قرآن وحدیث تھا اور اب بھی وہی قرآن وحدیث ہے لیکن مسلمان کا ایمان کمزور سے کمزور تر کیوں ہوتا جارہا ہے۔ عرض کرتا ہوں کہ پہلے مسلمان کا رجحان دین کی طرف زیادہ کیوں تھا اس کی وجہ یہ ہے وہ مسلمان اپنے قیمتی وقت سے وقت نکال کر علماء کے حلقہ میں جاکر دین سیکھتے تھے۔ آپ نے اکثر بزرگوں سے سنا ہوگا کہ بیٹا پہلے ہم اتنے اتنے میل سفر کر کے جمعہ پڑھنے جاتے تھے۔ جب کہیں پتہ چلتا کہ وہاں یہ جلسہ ہے فلاں حضرت صاحب تشریف لا رہے ہیں تو لوگ دور دراز سے ٹولیوں کی شکل میں اس جلسہ تک پہنچتے۔ یہ اکثر آپ بوڑھے لوگوں سے سنتے ہوں گے۔ لیکن جب انگریز نے دیکھا کہ وہ کون سی چیز ہے جو مسلمانوں کو ہر میدان میں کامیاب کر دیتی ہے تو وہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ مسلمانوں کے پاس صرف ایمان کی طاقت ہے جو مرحب جیسے متکبر پہلوان کو ایک ہی آن میں نیست و نابود کر دیتی ہے۔ تو اس نے کہا کہ کوئی ایسا طریقہ استعمال کیا جائے جس سے مسلمانوں کی ایمانی طاقت کو کمزور کر دیا جائے تو کافی سوچ وبچار کے بعد اس نے یہ فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کا رابطہ علماء سے توڑ دیں تاکہ نہ یہ علماء کے پاس جائیں اور نہ ہی ان کا ایمان مضبوط ہو۔ تو انگریز نے ایک ایسی حکمت عملی اختیار کی جس سے عوام علماء سے دور ہوتی گئی۔ آج یہ حال ہے

کہ علماء کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ علماء کو ایک ملازم کی حیثیت سے بھی کمتر سمجھا جاتا ہے۔ یہ وہی علماء ہیں جن کو لوگ اپنے سر کا تاج سمجھتے تھے آج انہیں علماء کو نوکر سے بھی ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ ہر کوئی مدہ علماء کے خلاف ہی آواز بلند کرتا ہے۔ یہ وہی علماء ہیں جن کے بارے میں سرکار مدینہ السلام نے ارشاد فرمایا **العلماء وارثة الانبیاء** ترجمہ: علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ آپ خود اندازہ لگائیں جن کے بارے میں ہمارے نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہو کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں تو ان کا مقام کیا ہوگا۔ سرکار مدینہ ﷺ کے امتیوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اپنے نبی کی بات کو نہ مانیں۔ المختصر یہ کہ انگریز کی سازش ہے کہ عوام الناس کو علماء سے دور کر کے کسی طرح ان کو اسلام سے پھیر دیا جائے دور حاضر میں انگریز اپنی اس سازش میں کامیاب ہوتا جارہا ہے۔ آج ہر جگہ انگلش میڈیم سکول وکالج ہیں۔ جگہ جگہ انگلش قوانین ہیں۔ ہر جگہ انگلش وردی ہے۔ تقریباً ہر سکول میں جو انگلش میڈیم ہیں۔ پینٹ شرٹ جو انگریز کا لباس ہے وہی چل رہا ہے کتنے ہی افسوس کی بات ہے کہ ہو مسلمان اور کام انگریز کے ہوں کاش کہ یہ مسلمان انگلش میڈیم کی بجائے عربی میڈیم سکول کا انعقاد کرتا اور سنت نبوی کے مطابق اس کی وردی ہوتی۔ شادی بیاہ کے مواقع پر بھی مسلمان انگریز کی رسوم کو اپنانے کی ہر چند کوشش کرتا ہے۔ کبھی اس مسلمان کو غیرت نہیں آئی کہ یہ رسوم تو ہمارے دشمنوں کی ہیں جن کو میں اپنا رہا ہوں۔ گانے، باجے، ٹی وی، وی سی آر، ڈش انٹینا دیکھتے وقت کبھی اس مسلمان کو غیرت نہیں آتی کہ یہ کام وہ ہیں جن پر میرے نبی نے لعنت فرمائی ہے۔ اے نادان مسلمان تیری غیرت کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے میں ایک جملہ کہتا ہوں اگر تجھ میں ایمان نام کی کوئی چیز ہوئی تو ضرور تجھے غیرت آئے گی۔

ہوں اگر تجھ میں ایمان نام کی کوئی چیز ہوئی تو ضرور تجھے غیرت آئے گی۔

(اے انگریز کی عادتوں کو اپنانے والے مسلمان یہ بتا کہ کبھی کسی انگریز نے بھی تیرے نبی کی سنت کو اپنایا ہے) اگر ایسا نہیں تو تجھے بھی غیرت کرنا چاہیئے کہ جو تیرے نبی کا دشمن ہے وہ تیرا دوست کس طرح ہو سکتا ہے عقل مند کے لئے صرف اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ عوام الناس دور حاضر میں دین سے اتنی واقفیت نہیں رکھتی۔ موجودہ دور میں بد مذاہب نے مسلمانوں کو ہر طرف سے گھیرے میں لے کر گھیرا تنگ کر دیا ہے جس وجہ سے عوام الناس پریشان ہیں کہ اب کس راستے کو اختیار کیا جائے۔ عوام

الناس کبھی کہتے ہیں کہ دیوبندی سچے ہیں اور کبھی وہابیوں نجدیوں کو سچا کہتے ہیں تو کبھی رافضی (شیعہ) ومرزائیوں کو سچا کہتے ہیں۔ عوام الناس کو ابھی تک اتنا علم نہیں ہو سکا کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے۔ اس مختصر سے کتابچے میں یہ عقلی و نقلی حوالے عرض کروں گا جن کو پڑھ کر ہر ایک عقل مند حق وباطل کی پہچان کرے گا۔ یہاں تک ناچیز نے اپنے مضمون کی تمہید باندھی اب مدہ ناچیز عقلی و نقلی دلائل سے عوام الناس کو سمجھانے کی کوشش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) مدہ ناچیز کے رہبر ورا ہنما پاسبان مسلک رضا نباض قوم پیر طریقت رہبر شریعت حضرت الحاج ابو محمد داؤد محمد صادق قادری رضوی مدظلہ العالی اکثر یہ شعر پڑھا کرتے ہیں۔

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جائیں
اگر ہو سکے تو خدمت اسلام کر جائیں

اسی شعر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مدہ ناچیز چند باتیں عوام الناس کے گوش گزارش کرتا ہے۔

ہر وہ انسان جس کو اللہ سے ایمان اور عقل و فہم کی دولت سے نوازا ہے وہ جانتا ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ کی محبت تو ایمان کامل ہے اگر خدانخواستہ یہ دولت پاس نہ ہو تو مدہ ایمان سے خالی ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی محبت تمام عزیز و اقرباء سے زیادہ لازم کی ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے محبوب فرمادے ان لوگوں کو۔ اے لوگو تمھارے باپ، تمھارے بیٹے، تمھارے بھائی، تمھاری عورتیں، تمھارا کنبہ، تمھاری کمائی کے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں ڈر رہتا ہے اور تمہاری پسند کے مکان ان میں سے کوئی چیز بھی اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہے تو انتظار کرو کہ اللہ اپنا عذاب اتار دے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (حوالہ پارہ نمبر ۱۰، رکوع نمبر ۹)

آپ نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد سنا کہ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ پیار سرکار مدینہ ﷺ سے کرنا چاہیے۔

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ علیہ السلام نے فرمایا:

ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بحوالہ بخاری شریف (عربی)، جلد ۱، صفحہ ۷)

حضرت سہل بن عبد اللہ السری فرماتے ہیں۔

ترجمہ: فرمایا کہ تم میں سے اس وقت تک کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا کہ جب تک میں اس کی جان سے زیادہ اس کو محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بحوالہ زرقانی علی المواہب جلد ۶، ص ۳۱۳؛ شرح شفاللقاری، جلد ۲، ص ۳۵)

معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب کی محبت ماں باپ، بہن بھائی، اولاد و مال و دولت، وطن بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ ضروری ہے اور اگر کوئی سرکار مدینہ ﷺ سے محبت نہیں کرتا یا ان کی مخالفت کرتا ہے تو چاہے کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو اس سے دوستی و محبت رکھنا جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے اور بھائیوں کو بھی دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں، اور جو تم میں سے ان سے دوستی کرے گا وہ ظالم ہوگا۔ (بحوالہ القرآن، پارہ ۱۰، رکوع ۶)

نبی پاک ﷺ کی محبت ایمان ہے اور ان سے عداوت کفر۔ ان سے جو محبت کرتا ہے وہ مومن اور عداوت رکھنے والا کافر ہے۔

مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ ہر وقت اپنے نبی پاک ﷺ کی تعریف کرے گا۔ آپ کی شان بیان کرے گا۔ آپ پر درود و سلام پڑھے گا، آپ کو حاضر و ناظر مانے گا، آپ کو مختار کل مانے گا، آپ کو رحمۃ اللعالمین اور عالم الغیب مانے گا، ہر وقت ان کا ہی ذکر کرے گا۔ کافر کی پہچان یہ ہے کہ وہ مندرجہ بالا باتوں کے الٹ چلے گا۔ کافر ابو جہل کی طرح آپ کو بے اختیار اور مرکر مٹی میں مل جانے والا مانے گا۔ (معاذ اللہ)

ایمان والوں کو چاہیے کہ ایسے لوگوں سے بچ کر رہیں۔ آج کل ابو جہل وہابیوں، نجدیوں، دیوبندیوں کی شکل میں موجود ہے۔ ان سے ہر چند بچنے کی کوشش کریں۔ یاد رکھیں جو نبی کا دشمن ہے وہ تمہارا دوست نہیں ہو سکتا اور جو انگریز کا خیر خواہ ہے وہ نبی کا دوست نہیں ہو سکتا۔ انگریز نے مسلمانوں کے ایمان کمزور کرنے اور ان کے نبی پاک ﷺ سے تعلق توڑنے کے لئے کچھ ایسے دین فروش مولوی پیدا کئے جو بظاہر شکل و صورت مسلمانوں کی سی بنا کر مسلمانوں ہی کو گمراہ کرتے ہیں۔ جب ان کے خلاف کوئی آواز بلند کرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو جی نبی نے تو کافر کو بھی کافر نہیں کہا تو یہ مولوی مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ دراصل انہیں دین فروش مولویوں نے عوام الناس کو یہ تاثر دیا کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے۔ کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ یہ آواز ہمارے خلاف ہی اٹھے گی تو کیوں نہ اس کا حل ہم پہلے ہی کر لیں۔ تو یاد رکھو (کب تک بکرے کی ماں خیر منائے گی آخر چھری کے نیچے آئے گی) کب تک تم عوام کو دین سے دور کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہو گے۔ آخر ایک دن تمہارا پردہ فاش ہو ہی جائے گا۔

پہلے تو نجدی، مودودی، دیوبندی، وہابی مکتب فکر عرصہ دراز سے اپنے گستاخانہ لٹریچر اور کفریہ عبارات کی اشاعت سے فضا کو مسموم بنا دیا تھا۔ عشق رسالت سے محروم جاہل و سادہ لوح عوام کو ورغلا دیا تھا اور تبلیغی جماعت کے ذریعے عوام کا مذہبی اغوا کر رہا تھا مگر جب اہل سنت کے بارہا احتجاج کے باوجود اس صورت حال کی کوئی روک تھام نہ ہو سکی۔ تو کھلم کھلا منکر اسلام کا بھی حوصلہ بڑھا۔

تقریباً 1984ء میں سیالکوٹ کے ایل ولیم مسیح نامی پادری نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں بعنوان "مسلمانو! جواب دو" دیوبندی، وہابی مکتب فکر کے علماء کو ان الفاظ کے ساتھ چیلنج کیا کہ "تمہارے علماء مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں۔

"محمد ﷺ صاحب مرکر مٹی میں ملنے والے ہیں" (کتاب تقویۃ الایمان ص ۵۲) "محمد ﷺ صاحب کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" (تقویۃ الایمان ص ۵۰) "محمد ﷺ جیسا علم زید، بکر، اور پاگلوں کو بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے" (حفظ الایمان مولوی اشرف علی تھانوی)

مسلمانو! جب تمہارا نبی مرکر مٹی میں مل گیا۔ جب تمہارے نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں

ہوتا۔ جب تمہارے نبی کا علم بچوں اور پاگلوں جیسا ہے تو آؤ ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو۔ کیونکہ تمہارے مسلمانوں کے قرآن سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ مسیح آسمانوں پر زندہ موجود ہیں۔ اور ہمارے نبی حضرت عیسیٰ مسیح اندھوں کو بینائی دیتے' کوڑھیوں کو تندرستی دیتے اور مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح نے اپنی ماں کی گود میں اپنے نبی ہونے اور کتاب ملنے کا بتایا اور اپنی ماں کی پاک دامنی کا اعلان فرمایا اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح پوشیدہ بات کا علم رکھتے تھے' اس لئے آؤ اے مسلمانو! ہمارے نبی عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو جو زندہ با اختیار اور علم والے ہیں ورنہ مردہ بے اختیار' بے علم نبی پر تمہارا ایمان رکھنا بے سود ہے۔ اور تم کافر ہی رہو گے
(منجانب : ولیم مسیح سیالکوٹ)

جب یہ اشتہار عیسائیوں کی طرف سے شائع ہوا تو کوئی بھی دیوبندی' وہابی' نجدی' مودودی اس جواب نہ دے سکا۔ دیوبندی وہابی مکتب فکر میں قبرستان کی سی خاموشی چھا گئی۔ سنی حنفی بریلوی حضرات کو بات بات پر کافر و مشرک بنانے والے اور اپنے آپ کو اسلام و توحید و ختم نبوت کا محافظ ظاہر کرنے والے۔ نہ عیسائی پادری کے چیلنج اور دعوت کفر کا کوئی جواب دے سکے اور نہ ہی عیسائی کے مقابلے میں اسلام کا تحفظ کر سکے اور نہ ہی کفریہ عبارت سے خلاصی حاصل کر کے خود کو کفر سے بچا سکے۔ الحمد اللہ عشق مصطفیٰ ﷺ اور شان مصطفیٰ ﷺ کے مظاہرہ کی سعادت بریلویوں کے حصے میں آئی ہے۔ جب یہ دو نمبر کمپنی عیسائی چیلنج کا جواب نہ دے پائی تو اہل سنت حنفی بریلوی علماء نے ان الفاظ کے ساتھ ولیم مسیح کا جواب شائع فرمایا۔

ولیم مسیح نے 'مسلمانو جواب دو' کا جو عنوان جمایا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس نے 'اسمٰعیل دہلوی اور اشرف علی تھانوی' کی جو توہین آمیز عبارات نقل کی ہیں یہ نہ مسلمانوں کے عقائد ہیں اور نہ ہی کوئی مسلمان ان کا تصور کر سکتا ہے۔ بلکہ مسلمان تو مسلمان کوئی بھی وفادار و مخلص عامی اپنے پیشوا کے متعلق کوئی غلام اپنے آقا کے متعلق کوئی امتی اپنے نبی کے متعلق ایسی گستاخانہ باتوں کا تصور نہیں کر سکتا۔ یہ حلق سے اوپر اوپر کلمہ پڑھنے والے نام نہاد مسلمانوں کی گستاخانہ عبارات ہیں۔ جن کی اس قسم کی گستاخیاں ان سے بہت زیادہ ہیں۔ اور عرب و عجم میں اپنے نبی کے مخلص و وفادار غلام اہل اسلام شروع سے ان عقائد باطلہ کا رد و انکار فرماتے آئے ہیں۔

ولیم مسیح کی نقل کردہ عبارت 'نبی مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں' یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ حیات حقیقی زندہ ہیں۔ جس کی خود کلمہ طیبہ واضح دلیل ہے۔ **لا الہ الا اللہ** میں کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے **محمد رسول اللہ** محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اسی طرح مؤذن پنجگانہ اذان میں کہتا ہے۔ **اشہدان محمد رسول اللہ** میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ایک عام آدمی اور بچہ بھی جانتا ہے کہ لفظ 'ہیں' زندہ ہونے کی دلیل ہے اور زندہ ہی کے لئے 'ہیں' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ مردہ کے لئے 'تھے' کہا جاتا ہے۔ لہٰذا 'رسول ہیں' کی شہادت دی جاتی ہے وہ بفضلہ تعالیٰ اب بھی زندہ ہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں کے امام عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا خان بریلوی صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ :

تو زندہ ہے واللہ   تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

مسلمانوں کو لازم ہے کہ عظمت رسول ﷺ کے گیت گایا کریں۔ اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دیں اور علماء کو چاہیئے کہ مسلمانوں کو یہ باتیں سکھائیں۔ حضور ﷺ کی عزت کے ظاہر کرنے میں اسلام کی عزت ہے۔ کیونکہ مکان والے کی عزت سے اور کام کی عزت و وقعت کام والے کی وقعت سے ظاہر ہوتی ہے۔

مشترکہ اجلاس

مثال کے طور پر یہ سمجھو کہ ایک جلسے میں ہندو عیسائی' یہودی اور مسلمان جمع ہوں۔ ہندو اٹھ کر کہے کہ میرا رام چندر وہ قوت والا ہے کہ اس نے سیتا سے شادی کرنے کے لئے ایک بھاری کمان کو دو ٹکڑے کر دیا۔ عیسائی اٹھ کر کہے کہ میرے مذہب کے بانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ شان تھی کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کر کے اپنا کلمہ پڑھوالیا۔ یہودی اٹھ کر کہے کہ میرے مذہب کے بانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان وہ تھی کہ انہوں نے پتھر پر عصا مار کر پانی کے چشمے نکال دیئے۔ مگر آپ اٹھ کر وہ باتیں کہیں جو کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے 'تقویۃ الایمان' اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی نے 'براہین قاطعہ' میں لکھی ہیں کہ میرے نبی تو بندہ مجبور تھے۔ ان کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہ تھا۔ وہ تو ذرہ ناچیز سے بھی کم تر تھے۔

ان کا علم شیطان اور ملک الموت سے بھی کم تھا۔ تو بتاؤ تم نے اسلام کی تعظیم کی یا توہین۔ وہ لوگ سن کر ہی کہیں گے کہ ایسے اسلام کو ہمارا دور ہی سے سلام ہے کہ جس کے پیشوا کی مجبوری و بے بسی کا یہ عالم ہے۔

شان اسلام

ہاں اس موقعہ پر کوئی مجھ فقیر کی طرح نیاز مند سنی حاضر ہو تو وہ تڑپ کر کہے گا کہ ارے ہندو! اگر رام چندر نے ایک بھاری کمان کو توڑا تو ذرا میرے مصطفیٰ ﷺ کی خداداد قوت کو تو دیکھ کہ انہوں نے انگلی پاک کے اشارے سے پورے چاند کو توڑ کر دو کمان کر دیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی فرماتے ہیں

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ کی

اے عیسائی! اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بے جان مردوں میں جان ڈالی تو میرے محبوب ﷺ کی خداداد قوت دیکھ کہ جنہوں نے سوکھی لکڑیوں اور جنگل کے درختوں اور کنکروں سے اپنا کلمہ پڑھوا لیا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :

ہے لب عیسیٰ سے جان بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

اے یہودی! اگر موسیٰ علیہ السلام نے پتھر میں سے پانی نکالا تو میرے مصطفیٰ ﷺ کی بھی شان دیکھ کہ جنہوں نے انگلیوں سے پانی کے چشمے نکال دیئے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

غرضیکہ اسلام کی شوکت دکھانے کے لئے بانی اسلام کی شوکت دکھانا ازبس ضروری ہے (از مفسر قرآن مناظر اسلام حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی)

قارئین اکرام غور فرمائیں کہ جن کے عقائد باطلہ کی وجہ سے اسلام کو نقصان پہنچے اور دشمنان اسلام کو مزید اسلام کے خلاف سازش کرنے کی کھلی چھٹی ملے ایسے لوگوں کو آپ مسلمان تصور کرتے ہیں ؟ موجودہ وہابیوں، دیوبندیوں کی نسل خلفائے راشدین کے زمانہ مبارک میں بھی تھی۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے امیر المومنین حضرت علیؓ سے فہمائش کی اجازت چاہی اور حکم امیر المومنین تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا کہ کیا بات امیر المومنین کی تم کو ناپسند آئی انہوں نے کہا کہ واقعہ صفین میں ابو موسیٰ اشعری کو حکم مانا یہ شرک ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
انہوں نے کہا کہ واقعہ صفین میں ابو موسیٰ اشعری کو حکم مانا یہ شرک ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ان الحکم الا اللہ** حکم نہیں مگر اللہ کے لئے۔ ابن عباس نے فرمایا کہ اسی قرآن میں یہ آیت بھی تو ہے **فابعثو احکما من اہلہ و حکما من اہلہا** زن و شوہر میں خصوصیت ہو ایک حکم اس کی طرف سے بھیجو اور ایک حکم اس کی طرف سے۔ اگر دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا۔ دیکھو وہی طریقہ استدلال ہے جو وہابیوں کا ہوتا ہے کہ علم غیب و امداد وغیرہ میں ذاتی عطائی کے فرق سے آنکھ بند اور نفی کی آیتوں اور اثبات کی آیتوں پر کفر۔ اس جواب کو سن کر ان میں سے پانچ ہزار نے توبہ کر لی عین معرکہ میں خبر آئی کہ وہ نہر کے اس پر اتر گئے۔ امیر المومنین نے فرمایا واللہ ان میں سے دس پار نہیں جانے پائیں گے سب اسی طرف قتل ہوں گے۔ جب سب قتل ہو چکے امیر المومنین نے لوگوں کے دلوں سے ان کے تقویٰ و طہارت و تہجد و تلاوت کا وہ خدشہ رفع کرنے کے لئے فرمایا تلاش کرو، اگر ان میں ذوالثدیہ پایا جائے تو تم نے بد ترین اہل زمین کو قتل کیا اور اگر نہ ہو تو تم نے بہترین اہل زمین کو قتل کیا۔ تلاش کیا گیا تو لاشوں کے نیچے سے نکلا جس کا ایک ہاتھ پستان زن کے مشابہ تھا۔ امیر المومنین نے تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجا لائے اور لشکر کے دل کا شبہ اس غیب کی خبر سنانے اور مطابق آنے سے زائل ہو گیا۔ کسی نے کہا کہ حمد ہے اسے جس نے ان کی نجاست سے زمین کو پاک کیا۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ کیا سمجھتے ہو کہ یہ ختم ہو گئے۔

ہرگز نہیں ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں اور کچھ باپ کی پیٹھ میں۔ جب ان میں سے ایک گروہ **یقرؤن القرآن لا تجاوز طراقیھم** قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گے۔ **یقولون من قول خیر البریه** بظاہر بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو۔ یا من قول خیر البریہ بات بات پر حدیث کا نام لیں گے۔ اور حال یہ ہو گا کہ **یمرقون من الدین کھا یمرق السھم من الرمیه** دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے۔ **سیما ھم التحلیق** علامت ان کی یہ ہے کہ ان میں سے اکثر سر منڈے **مشتمر الازر** گھٹی ازاروں والے ان کے پیشوا ابن عبدالواہاب نجدی کو سر منڈانے میں یہاں تک غلو تھا کہ اگر عورت بھی اس کے دین ناپاک میں داخل ہوتی تو اس کا بھی سر منڈا دیتا کہ زمانہ کفر کے بال میں انہیں دور کر یہاں تک کہ ایک عورت نے کہا کہ جو مرد تیرے دین میں آتا ہے اس کی داڑھی منڈایا کر کہ وہ بھی تو زمانہ کفر کے بال ہیں۔ اس وقت سے باز آیا۔ اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ غزوہ حنین میں حضور ﷺ نے جو مال غنیمت تقسیم فرمایا اس پر ایک وہابی نے کہا کہ اس تقسیم میں انصاف نہیں ہوا کیونکہ کسی کو زیادہ اور کسی کو کم دیا گیا اس پر فاروق اعظم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر اجازت ہو تو اس منافق کی گردن اڑا دوں آپ نے فرمایا عمر رہنے دے کہ اس کی نسل سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کا اوپر ذکر ہوا آپ نے اس مدعے سے فرمایا کہ افسوس اگر میں ہی تم پر انصاف نہ کروں تو اور کون کرے گا۔

ایک روز بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام حاضر ہیں ایک شخص آیا اور کنارہ مجلس اقدس پر کھڑے ہو کر مسجد میں چلا گیا ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو اسے قتل کرے۔ صدیق اکبر اٹھے اور جا کر دیکھا کہ وہ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔ صدیق اکبر کا ہاتھ نہ اٹھا کہ ایسے نمازی کو عین حالت نماز میں قتل کروں واپس حاضر ہوئے اور سب ماجرا عرض کیا۔ ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو اسے قتل کرے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور انہیں بھی وہی واقعہ پیش آیا۔ حضور نے پھر ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو اسے قتل کرے۔ مولی علی اٹھے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میں۔ فرمایا کہ ہاں تم۔ اگر تمہیں ملے مگر تم اسے نہ پاؤ گے۔ یہی ہوا۔ مولی علی جب تک جائیں وہ نماز پڑھ کر چلتا ہوا۔ ارشاد فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو امت پر سے بڑا فتنہ اٹھ جاتا۔ یہ تھا وہابیوں کا باپ

جس کی ظاہری وہ معنوی نسل آج دنیا کو گندہ کر رہی ہے۔ دور حاضر میں دنیا کہتی ہے کہ دیکھو جی کسی کو برا نہیں کہنا کسی کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔ ہر ایک کے ساتھ پیار محبت سے پیش آنا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ تمہاری بات بالکل بجا ہے کہ کسی کو برا نہیں کہنا چاہیے کسی کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ حضور ﷺ کا اخلاق حسنہ ہمارے سامنے ہے سرکار مدینہ علیہ اسلام نے ہر ایک سے اچھا اخلاق استعمال کیا لیکن میری ایک بات کا جواب دیں کہ سرکار مدینہ علیہ اسلام نے کن لوگوں کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروائیں کن لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹے کن لوگوں نے پانی مانگا مگر سرکار نے ان کو پانی نہ دیا یہ تمام تر سلوک کن لوگوں کے ساتھ تھا۔ کن لوگوں سے سرکار ساری عمر جنگ کرتے رہے عہد رسالت میں کیوں اتنے مسلمان شہید ہوتے رہے تو ضرور بالضرور آپ کو کہنا پڑھے گا کہ سرکار مدینہ نے ان کافروں سے اچھا سلوک کیا جو اسلام لانے والے تھے۔ آپ دلوں کے راز جاننے والے تھے جب کافر کے دل پر نگاہ فرماتے تو پہچان جاتے کہ یہ کافر اسلام قبول کرے گا یا نہیں اگر اسلام قبول کرنے والا ہوتا تو آپ اس سے اچھے سلوک اور نرم لہجہ استعمال فرماتے جیسا کہ کوڑا پھینکنے والی بوڑھیا اور رات کو بستر پر پاخانہ کرنے والا کافر مہمان یہ دونوں پہلے کافر تھے مگر اخلاق مصطفیٰ تو پھر جہاد کن سے تو معلوم ہوا کہ دین کے دشمنوں کے ساتھ ہمیشہ جنگ کرتے رہنا چاہئے۔ کوڑا پھینکنے والی بوڑھیا اور رات کو بستر پر پاخانہ کرنے والا کافر مہمان یہ دونوں پہلے کافر تھے مگر اخلاق مصطفیٰ ﷺ دیکھ کر بعد میں مسلمان ہو گئے۔ اس طرح کی اور بھی کئی مثالیں موجود ہیں معلوم ہوا کہ جو کافر تھے مگر اخلاق مصطفیٰ ﷺ دیکھ کر بعد میں مسلمان ہو گئے۔ اس طرح کی اور بھی کئی مثالیں موجود ہیں معلوم ہوا کہ جو کافر رجوع کرنے والا ہوتا اس کیساتھ اچھا سلوک ہوتا اور اس کے برعکس ابو جہل ابو لہب اور دیگر بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ساری زندگی جنگ ہوتی رہی کیونکہ ان کے دل و دماغ پر کفر کی مہریں لگ چکی تھیں آپ نے فرمایا کہ جہاد مرنے تک جاری ہے اگر ہر ایک سے پیار ہے تو پھر جہاد کن سے۔ تو معلوم ہوا کہ دین کے دشمنوں کے ساتھ ہمیشہ جنگ کرتے رہنا چاہئے۔

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت ہے۔ آپ مسجد نبوی سے نماز پڑھ کر تشریف لے جاتے ہیں ایک مسافر نے کھانا مانگا۔ امیر المومنین اس کو اپنے ساتھ لے آئے، خادم کو

فرمایا کہ کھانا لاؤ۔ خادم بحکم امیر المومنین کھانا حاضر کرتا ہے۔ اتفاقاً کھانا کھاتے کھاتے اس کی زبان سے ایک بد مذہبی کا فقرہ نکل جاتا ہے جس پر امیر المومنین فوراً اس کے سامنے سے کھانا اٹھوا لیتے ہیں اور خادم کو حکم کرتے ہیں کہ اسے باہر نکال دے خادم اس مسافر کو باہر نکال دیتا ہے۔ مسلمانو! ذرا ادھر خدا اور رسول کی طرف متوجہ ہو کر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو اگر کوئی تمہارے ماں باپ کو رات دن بلا وجہ گندی گالیاں دینا اپنا شیوہ سا لیں بلکہ اپنا دین ٹھہرا لیں تو کیا تم ان سے اچھا سلوک کرو گے، ہرگز نہیں۔ اگر تم میں نام کو غیرت باقی ہے اگر تم میں انسانیت باقی ہے، اگر تم ماں کو ماں سمجھتے ہو اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہوئے ہو تو انہیں دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے۔ تمہاری آنکھوں میں خون اتر آئے گا۔ تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا گوارہ نہیں کرو گے۔ للہ انصاف صدیق اکبر و فاروق اعظم افضل یا تمہارے باپ، ام المومنین عائشہ صدیقہ افضل یا تمہاری ماں۔ ہم صدیق و فاروق کے ادنیٰ غلام ہیں اور الحمد اللہ ام المومنین کے بیٹے کہلاتے ہیں۔ ان کو گالیاں دینے والوں سے اگر یہ برتاؤ نہ برتیں جو تم اپنی ماں بلکہ اپنے باپ کو گالیاں دینے والے سے برتتے ہو تو تم نہایت نمک حرام اور حد درجہ کے برے ناخلف بیٹے ہو۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے آگے تم جانو اور تمہارا کام جانے۔

نیچری تہذیب کے مدعیوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ذرا کوئی کلمہ ان کی شان کے خلاف کہا جائے تو ان کا تھوک اڑنے لگتا ہے۔ آنکھیں لال ہو جاتی ہیں۔ گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں۔ اس وقت وہ مجنون تہذیب بکھری پھرتی ہے۔ وجہ کیا ہے کہ اللہ ورسول سے اپنی وقعت دل میں زیادہ ہے۔ ایسی ناپاک تہذیب انہیں کو مبارک فرزندان اسلام اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

خود سرکار مدینہ علیہ اسلام نے مسجد نبوی سے بد مذہبوں کو نام لے لے کر نکال دیا۔ ایک مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز جمعہ میں دیر ہو گئی، راستے میں دیکھا کہ چند لوگ مسجد سے لوٹے ہوئے آرہے ہیں۔ آپ اس ندامت کی وجہ سے کہ ابھی میں نے نماز نہیں پڑھی چھپ گئے۔ اور وہ اس ذلت کی وجہ سے جو مسجد شریف سے نکال دینے میں ہوئی تھی الگ چھپ کر نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یا یھا النبی جاھد الکفار والمنفقین و اغلظ علیھم ترجمہ: اے نبی جہاد فرما اور سختی فرما کافروں اور منافقوں پر۔

مزید ارشاد فرمایا **محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بنیھم**۔ ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور ان کے ساتھی کفار پر سخت اور آپس میں نرم دل ہیں مزید فرمایا **الیجلوا فیکم غلظہ** لازم ہے کہ کفار تم میں سختی پائیں۔ تو ثابت ہوا کہ کافروں پر حضور ﷺ سختی فرماتے تھے۔

غور فرمائیں اللہ تعالیٰ تو بد مذاہب پر سختی کا حکم فرمائے اور سرکار مدینہ علیہ السلام ان پر سختی فرمائیں لیکن آج کل اپنے آپ کو نبی آخر الزماں کا امتی کہلانے والا کہے کہ انہیں کچھ نہ کہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

وماکان اللہ الیذر المومنین علی ماانتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں یوں نہیں رہنے دے گا ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کر دے گا اس کے بعد آپ کو معلوم ہے کہ کیا ہوا بھری مسجد میں خاص جمعہ کے دن سرکار مدینہ علیہ السلام نے نام بنام ایک ایک کو فرمایا **اخرج یا فلاں فائلک منافق** اے فلاں نکل جاؤ تم منافق ہو۔ نماز سے پہلے سب کو نکال دیا اگر اس وقت وہابیوں کے اکابر اسمٰعیل دہلوی، اشرف علی تھانوی، رشید گنگوہی اور مودودی وغیرہ۔ نواب صدیق حسن بھوپالوی، وحید الزماں وغیرہ ہوتے تو سرکار ان کو بھی ضرور فرماتے۔ **اخرج یا سمعیل فانک منافق**۔ **اخرج یا شرف علی فانک منافق** اے اسمٰعیل نکل جا تو منافق ہے۔ اے اشرف علی نکل جا تو منافق ہے۔ **اخرج یا رشید فانک منافق**۔ اے رشید نکل جا تو منافق ہے۔ **اخرج یا مودودی فانک منافق**۔ اے مودودی نکل جا تو منافق ہے۔ **اخرج یا صدیق حسن فانک منافق**۔ اے نواب صدیق حسن نکل جا تو منافق ہے۔ **اخرج یا وحید الزماں فانک منافق**۔ اے وحید الزماں نکل جا تو منافق ہے۔ **اخرج یا قاسم نانوتوی فانک منافق**۔ اے قاسم نانوتوی نکل جا تو منافق ہے۔ **اخرج یا**

خلیل احمد فانك منافق ۔ اے خلیل احمد نکل جا تو منافق ہے۔

خدا کی قسم اگر یہ تمام بد مذاہب اس وقت موجود ہوتے تو آپ ﷺ ان کو بھی ضرور نام لے کر منافقوں کی صف میں کھڑا کر کے نکال دیتے۔

اگر حقیقت دیکھی جائے تو ان وہابیوں۔ دیوبندیوں کا کلمہ اور درود ہم سے الگ ہے جس کا ابھی تک عوام اہلسنت کو علم نہیں ہے۔ اشرف علی تھانوی کا رسالہ ہے جس کا نام ہے "الامداد" اس رسالے میں دیوبندی کلمہ اور درود اس طرح لکھا ہے۔

دیوبندی کلمہ : **لا اله الا الله اشرف علی رسول الله (معاذالله)**

دیوبندی درود : **اللهم صل علی نبینا اشرف علی (معاذالله)**

(حوالہ رسالہ الامداد، از مولوی اشرف علی تھانوی)

در حقیقت اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے دیوبندی، وہابی سرکار مدینہ ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھتے اور نہ ہی آپ ﷺ کو نبی مانتے ہیں۔ دیوبندی اشرف علی تھانوی کو نبی اور رسول مانتے ہیں جیسا کہ مذکورہ کلمے اور درود سے ثابت ہے اور وہابی مولوی عبدالجبار کو امام اللہ مانتے ہیں جیسا کہ اس کلمے سے ثابت ہے۔

وہابی کلمہ : **لا اله الا الله عبدالجبار امام الله**

(حوالہ رسالہ اہلحدیث امرتسر، ۵، اپریل، ۱۹۱۲)

خبردار اے مرد مومن خبردار یہ انگریز کے چیلے اسلام کی چادر اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں اگرچہ ان کی باتیں آپ کو میٹھی لگتی ہیں لیکن اندر سے یہ زہر ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے ان کے قریب تک نہ جائیں ورنہ تمہارے ایمان پر یہ ایسا ڈاکا ڈالیں گے کہ تم کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے گمراہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

معزز قارئین اکرام :- اس سے قبل پہلے ایڈیشن میں مدۂ ناچیز نے گستاخان مصطفیٰ ﷺ کی چند گستاخیاں جو انھوں نے شان رسالت میں کیں آپ کے سامنے پیش کر دیں اور یہ وعدہ کیا کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ مزید ان کا پردہ فاش کرنے کی جسارت کروں گا۔ اب اللہ کے فضل اور آقا علیہ السلام کی نظر کرم کا صدقہ میں ان دیوبندیوں کے اکابرین کے عقائد بیان کروں گا جس کے دو رخ ہونگے

پہلا رخ دیوبندیوں کے عقائد انبیاء واولیاء کے بارے میں کیا ہیں اور دوسرا رخ دیوبندیوں کے اپنے گھر کے بزرگوں کے بارے میں کیا عقائد ہیں۔ ان دلائل کیلئے میں کوئی باہر سے کتاب استعمال نہیں کروں گا حوالہ غلط ہونے کی صورت میں ہماری مکمل ذمہ داری ہو گی۔ انشاء اللہ کوئی بھی حوالہ غلط نہیں ہو گا جس میرے بزرگ یا دوست کو حوالے میں شک ہو وہ اصل کتاب اٹھا کر اپنا شک دور کر لے۔

قارئین اکرام :- تحذیر الناس۔ حفظ الایمان۔ فتاوٰی رشیدیہ۔ فتاوٰی امدادیہ۔ فتاوٰی دارالعلوم دیوبند۔ تذکرۃ الرشید۔ مبشرات دارالعلوم دیوبند۔ حکیم الامت۔ انکشاف۔ ارواح ثلاثہ۔ سوانح قاسمی۔ نقش حیات۔ جامع الکرامات۔ جامع الاولیاء۔ تفہیمات افاضات یومیہ۔ اصطلاحات صوفیہ۔ آفتاب نبوت۔ پیغام احمدیت۔ افادات قاسمیہ۔ مقالات شبلی۔ تبلیغی فتنہ کا نیا روپ۔ فیصلہ کن مناظرہ۔ منصب امامت۔ براہین قاطعہ۔ تعلیم الدین۔ مقالات حکمت۔ مرتبہ رشید احمد گنگوہی۔ زلزلہ در زلزلہ۔ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب یہ ہیں ان لوگوں کی کتابیں جن سے میں نے آپ کے سامنے اس برادری کا پول کھولنا ہے۔ سب سے پہلے میں آپ کے سامنے تقویۃ الایمان کی عبارتیں پیش کروں گا اور انصاف آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے اگر آپ کے دل میں ذرا بھر بھی محبت مصطفیٰ ﷺ نام کی کوئی چیز ہوئی تو آپ حق کا ساتھ دیں گے اور باطل کو جھٹلائیں گے۔

تقویۃ الایمان کی وہ عبارتیں ملاحظہ فرمائیں جن میں سر عام شان رسالت میں گستاخیاں کی گئیں۔

تقویۃ الایمان :- عبارت نمبر ۱ : ہر مخلوق خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا سب بے بس مدے ہیں اور بے بسی میں برابر ہیں (ص ۲۰)

عبارت نمبر ۲ : ہر شخص خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان ہو یا مقرب ترین فرشتہ اس کی حیثیت شان الوہیت کے مقابلے پر ایک چمار کی حیثیت سے بھی زیادہ ذلیل ہے (ص ۲۷)

عبارت نمبر ۳ : جو یہ دعوی کرے کہ میں ایسا علم جانتا ہوں جس سے غیب معلوم کر لیتا ہوں اور ماضی و مستقبل کی باتیں بتا سکتا ہوں وہ جھوٹا ہے اور خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اگر کسی نبی کو یا ولی کو یا جن کو یا فرشتے کو یا امام کو امام کے بیٹے کو یا پیر کو یا شہید کو ایسا مان لیا جائے تو ماننے والا مشرک ہو جاتا ہے (ص ۳۵)

عبارت نمبر ۴ :- اس شہنشاہ (خداوند قدوس) کی تو یہ شان ہے کہ اگر چاہے تو لفظ کن سے کروڑوں

نبی، ولی، جن، فرشتے، جبرئیل اور محمد ﷺ کے برابر ایک آن میں پیدا کر دے (ص ۴۳)

عبارت نمبر ۵ :- جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں (ص ۵۶)

عبارت نمبر ۶ :- تمام انبیاء و اولیاء اس (اللہ تعالیٰ) کے سامنے ایک ذرہ سے بھی کمتر ہیں (ص ۷۲)

عبارت نمبر ۷ :- تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بہت بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے اسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرو۔۔۔۔۔ جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں خواہ انبیاء ہوں یا اولیاء ہوں وہ سب کے سب اللہ کے بے بس بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں (ص ۷۷)

عبارت نمبر ۸ :- کسی بزرگ کی شان میں زبان سنبھال کر بات کرنی چاہئے، اس کی انسان ہی کی سی تعریف کرو۔ بلکہ اس میں بھی کمی کرو۔ منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو کہیں شان الوہیت میں بے ادبی نہ ہو جائے (ص ۸۱)

نوٹ : قارئین اکرام اس وقت میرے سامنے جو تقویۃ الایمان کا نسخہ پڑا ہے یہ ۴۹۱ صفحات پر مشتمل ہے اور ان صفحات کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلا حصہ تقویۃ الایمان، دوسرا حصہ تذکیر الاخوان، تیسرا حصہ نصیحۃ المسلمین۔ ص ا سے لیکر ص ۸۵ تک تقویۃ الایمان ص ۸۶ سے ص ۴۴۷ تک تذکیر الاخوان اور ص ۴۴۸ تک نصیحۃ المسلمین ہے یہ وضاحت اس لئے کی کیونکہ صفحات کی ترتیب ایک ہی ہے اس لئے اصل کتاب دیکھنے والے کو پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

عبارت نمبر ۹ :- جس نے **اشھدان محمدعبدہ ورسولہ** کا اقرار کیا تو اس نے یوں کہا۔۔۔ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے۔ ان پر خدا کی عبادت بھی واجب تھی (ص ۱۲۶، ۱۲۷)

عبارت نمبر ۱۰ :- کسی زندہ شخص کو جنتی یا دوزخی کہنا غلط ہے (ص ۱۶۵)

عبارت نمبر ۱۱ :- جو آپ کی غیب دانی کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے (ص ۳۹۹)

عبارت نمبر ۱۲ :- یارسول اللہ ﷺ یا علی رضی اللہ عنہ۔۔ کہنا حرام اور شرک ہے (ص ۴۵۹)

قارئین اکرام :- اب تک آپ نے تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان کی عبارتیں ملاحظہ فرمائیں، ان نام نہاد مسلمانوں کی عبارتیں دیکھ کر آپ کو اتنا معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ لوگ کتنے مسلمان ہیں۔ جن لوگوں کے نظریات یہ ہیں وہ اسلام کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں اپنے سوا کسی دوسرے کو مسلمان

نہیں سمجھتے۔ جا بجا اوروں کے لئے انکی زبان پر بدعت، شرک، کفر کے فتوے ہیں لیکن انکے گھر کی طرف نظر کر کے دیکھو تو انکے گھر میں ایمان نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ ان عبارتوں پر تبصرے کے بعد آپ خود فیصلہ کرلیں گے کہ اوروں کو بدعتی مشرک اور کافر کہنے والے خود کتنے پانی میں ہیں۔
اب آپ ترتیب وار ہر عبارت پر تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

تقویۃ الایمان کی عبارت نمبر ا پر تبصرہ :- 'ہر مخلوق خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا سب اس کے بے بس بندے ہیں اور بے بسی میں برابر ہیں۔' سب سے پہلے میں آپ احباب پر یہ واضح کروں گا کہ مذکورہ کتاب 'تقویۃ الایمان' کے مصنف کون ہیں۔ اس منحوس کتاب کے مصنف مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی ہیں۔ جن کو سرحد کے پٹھانوں نے قتل کیا اور اسکی آج تک لاش بھی نہیں ملی لیکن لاش نہ ملنے کے باوجود دیوبندی حضرات نے اسماعیل دہلوی کی بالاکوٹ (سرحد) میں قبر بنا رکھی ہے ان سے پوچھو کہ اے بے وقوف قوم جس کی لاش نہیں ملی تم نے اس کی قبر بنا کیسے دی قبر میں اسکی جگہ کس کو رکھا۔ دیوبندی حضرات نے اسماعیل دہلوی کی لاش نہ ملنے کا اقرار تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان میں ان الفاظ میں کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حق نے اسماعیل کی عزت یہ کی -- لاش کو کفار سے ذلت نہ دی
پردہ رحمت میں اپنے ڈھانک لی -- کی تلاش اعدا نے لیکن کب ملی

(تذکیر الاخوان ص ۴۴۱)

یہ ہے انکا اپنا اقرار کہ اسماعیل کی لاش نہ ملی اب سوال یہ ہے کہ جب لاش نہیں ملی تو قبر کس کی ہے۔ ایک چھوٹا سا واقعہ عرض کرتا ہوں مجھے اچھی طرح یہ بات یاد ہے کہ میں گوجرانوالہ میں ان دنوں دارالعلوم نقشبندیہ امینہ میں دوسرے سال کی کتابیں پڑھتا تھا تو جامعہ کا یہ معمول تھا کہ ہر سال سیر کے لئے طلباء جاتے تھے حسب معمول اس سال بھی ہم سیر کے لئے گئے تقریباً ۷۰ ستر کے لگ بھگ طلباء تھے جو سیر کے لئے گئے ان میں ایک میں بھی تھا ارادہ تو ہمارا تھا ناران کاغان جانے کا، جب ہم دریائے کنہار پر پہنچے جہاں سے راستہ مظفر آباد کشمیر کی طرف نکلتا ہے۔ تو تھوڑا سا بالاکوٹ کی طرف جانے کے بعد کیا دیکھا کہ روڈ کے اوپر لوہے کے بورڈ لگے ہوئے ہیں ان کے اوپر لکھا ہے 'مزار حضرت مولانا شاہ اسماعیل دہلوی شہید' تھوڑے تھوڑے فاصلے پر یہ بورڈ لگے ہوئے تھے اور آگے

تیر کا نشان دیا ہوا تھا۔ جب ہم بالا کوٹ شہر میں پہنچے تو ہم نے ایک پٹھان سے پوچھا کہ یہ سامنے جو مزار نظر آرہا ہے یہ کس کا ہے تو اس نے اچھی طرح زبان سنوار کر کہا کہ حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل دہلوی شہید صاحب کا ہے۔ ہم نے کہا کہ کون سے اسماعیل ایک تو وہ تھے جنہوں نے تقویۃ الایمان لکھی کہنے لگا بس وہی ہیں اسماعیل شہید ہم نے کہا بھائی اسکی تو لاش نہیں ملی تھی تم نے مزار کس کا بنا دیا تو وہ پٹھان تھا کہنے لگا 'اوئے اُلوّ کے پٹے تمہیں کس نے بتایا ہے تم جھوٹ بولتا ہے' ہم نے کہا بھائی خان صاحب آپ ویسے ہی آگ بگولہ ہو گئے ہو تمہاری کتاب میں لکھا ہے کہ اس کی لاش بھی نہیں ملا تھا کہنے لگا دکھاؤ کون سا کتاب ہے ہم نے جواب دیا کہ تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان میں اسی طرح لکھا ہے جس طرح ہم تم کو بتا رہا ہے کہتا ہے کہ اگر واقعی اُس میں اس طرح لکھا ہے تو پھر ہمارا مولوی جھوٹ بولتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ قبر اسماعیل شہید کی ہے اس مولوی نے ہمارے کو مغالطے میں رکھا ہے۔ بہر حال ہم جتنے بھی ساتھی تھے ہم نے اس قبر پر سات سات کنکر مارے اور وہ پٹھان بھی کنکر مارنے میں ہمارے ساتھ تھا۔ یہ تھا وہ مختصر سا واقعہ جو بالا کوٹ کی سر زمین پر ہمیں پیش آیا۔

اب آپ عبارت نمبر اپر تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ 'ہر مخلوق خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا سب اس کے بے بس بندے ہیں اور بے بسی میں برابر ہیں'۔

'ہر مخلوق خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا' اس سے مراد عمر میں بڑا نہیں ہے بلکہ درجات میں چھوٹا بڑا ہے۔ تمام لفظوں میں دہلوی صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مخلوق میں خواہ کوئی عام بندہ ہو یا ولی ہو یا نبی ہو یہ سارے کے سارے بے بس ہیں۔ قارئین اکرام یہ عبارت ذہن میں رکھتے ہوئے دوسری عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

تذکرۃ الرشید :- تذکرۃ الرشید نامی کتاب کے حوالے سے مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق دلوں کے خطرات پر مطلع ہونے کے بارے میں ولی محمد نام کے ایک طالب علم کا واقعہ یوں نقل کیا گیا ہے۔ 'حضرت کے سامنے جاتے مجھے بہت ڈر معلوم ہوتا ہے کیونکہ قلب کے وساوس (یعنی خطرات، وسوسے) اختیار میں نہیں ہیں۔ اور حضرت ان پر مطلع ہو جاتے ہیں'۔ تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۲۷

دیکھا آپ لوگوں نے کے جب انبیاء و اولیاء اور دیگر مخلوق کی بات تھی تو انکے متعلق مطلقاً کہا کہ یہ بے بس ہیں لیکن جب انکے اپنے گھر کی باری آئی تو اپنے بزرگوں کے بس میں سب کچھ کر دیا کہ وہ تو دل کی چھپی ہوئی بات کو بھی جان جاتے ہیں۔ اب یہاں بات ختم نہیں ہوئی ذرا آگے تشریف لا کر نگاہ انصاف کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔ کہ یہ لوگ انبیاء و الیاء کی عزت زیادہ کرتے ہیں یا اپنے مولویوں کی عزت زیادہ کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

سوانح قاسمی :- مولانا قاسم نانوتوی صاحب بانی دارالعلوم دیوبند کے متعلق مذکورہ کتاب سوانح قاسمی میں یہ واقع نقل کیا گیا ہے۔

'کہ ایک باران کے جلسہ میں چار شیعہ مجتدین چالیس اعتراضات سوچ کر آئے اور ان میں سے ہر ایک دس دس اعتراض لے کر ایک ایک گوشے میں بیٹھ گیا۔ لیکن نانوتوی صاحب نے اپنی غیبی قوت اوراک کے ذریعہ ان میں سے ہر ایک کے دل میں چھپے ہوئے اعتراضات کو معلوم کر لیا اور اسی ترتیب سے جواب بھی دے دیے جس ترتیب کے ساتھ وہ اپنے اپنے دلوں میں چھپا کر لائے تھے'۔

گھر کے بزرگوں کے لئے تو جذبہ عقیدت کی یہ فراوانی ہے کہ دلوں کے چھپے ہوئے خطرات بھی انکے لئے معمولی بات ہے لیکن ان کے نزدیک باقی تمام مخلوق بے بس ہے اور بے بسی میں برابر ہے۔

ہاں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ دیوبندی حضرات کے عقائد میں تضاد ہے وہ یہ کہ ایک طرف تمام مخلوق کو بے بس قرار دے رہے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنے گھر کے مولویوں کے بس میں سب کچھ تسلیم کر رہے ہیں اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ان حضرات کو سوائے اپنے مولویوں کے باقی تمام مخلوق سے بغض و عناد ہے یعنی کہ دشمنی ہے جس میں انبیاء و اولیاء سب شریک ہیں۔ اور اپنے مولویوں سے حد درجہ کی محبت ہے یا اسکی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جو مخلوق ہے وہ تو بے بس ہے لیکن جن کے بس میں سب کچھ یہ مان رہے ہیں وہ مخلوق سے باہر ہیں انہیں یہ مخلوق نہیں سمجھتے (یعنی اپنے مولویوں کو مخلوق نہیں سمجھتے) اب دونوں باتوں میں سے جونسی مرضی تسلیم کر لو۔

ایک اور اسی موضوع کی دلیل پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

تذکرۃ الرشید :- تذکرۃ الرشید میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی غیبی قوتِ ادراک کے متعلق یہ واقعہ نقل کیا گیا ہے۔

'میر واجد علی قنوجی فرماتے ہیں۔ کہ میرے مرشد حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے مجھ بیان فرمایا کہ میں ایک مرتبہ گنگوہ گیا۔ خانقاہ میں ایک کورہ بدھنا رکھا ہوا تھا۔ میں نے اس کو اٹھا کر کنویں میں سے پانی کھنچا اور اس میں پانی بھر کر پیا تو پانی کڑوا تھا۔ ظہر کی نماز کے وقت حضرت سے ملا اور یہ قصہ بھی عرض کیا آپ نے فرمایا کنویں کا پانی تو میٹھا ہے۔ کڑوا نہیں ہے میں نے وہ کورہ بدھنا پیش کیا جس میں پانی بھرا ہوا تھا حضرت نے بھی چکھا تو بدستور تلخ تھا۔

آپ نے فرمایا اچھا اس کو رکھ دو یہ فرما کر ظہر کی نماز میں مشغول ہوگئے۔ سلام پھیر نے کے بعد حضرت نے نمازیوں سے فرمایا کہ کلمہ طیبہ جس قدر جس سے پڑھا جائے پڑھو اور خود بھی حضرت نے پڑھنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ دعا مانگ کر ہاتھ منہ پر پھیر لئے اسکے بعد بدھنا اٹھا کر پانی پیا تو شیریں تھا۔ اس وقت مسجد میں جتنے نمازی تھے۔ سب نے چکھا کسی قسم کی تلخی اور کڑواہٹ نہ تھی۔ تب حضرت نے فرمایا کہ اس بدھنے کی مٹی اس قبر کی ہے۔ جس پر عذاب ہو رہا تھا۔ الحمد للہ کلمہ کی برکت سے عذاب رفع ہوگیا۔ (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۱۲)

دیکھا آپ لوگوں نے مولوی رشید گنگوہی نے آن ہی آن میں پانی کی کڑواہٹ کو مٹھاس میں تبدیل کیا اور آن ہی آن میں یہ بھی معلوم کر لیا کہ بدھنے کی مٹی کس جگہ کی ہے اور یہ بھی معلوم کیا کہ مٹی قبر کی ہے اور جس قبر کی مٹی ہے اس میں موجود مردہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہے اور ذکر کے بعد یہ بھی معلوم کیا کہ اب عذاب ختم ہوگیا ہے۔ یہ سب کچھ معلوم کرنا مولوی رشید گنگوہی کے بس میں تھا تو آن ہی آن میں معلوم کر لیا لیکن مولوی رشید کے علاوہ انبیاء و اولیاء و دیگر جو مخلوق مذہب دیوبند سے باہر ہے ان کے بس میں کچھ بھی نہیں ہے وہ سب کے سب بے بس ہیں۔ دیکھیں ان کی اپنے مولویوں سے محبت اور باقی مخلوق سے عداوت کتنی شدید ہے۔

یہ تمام کا تمام عقیدہ دیوبندی حضرات کا ہے اب آپ اہلسنت و جماعت حنفی بریلوی

حضرات کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں۔

اہلسنت و جماعت حنفی بریلوی عقیدہ :- اہلسنت و جماعت جو کہ انبیاء و اولیاء سب کے در در کے بھکاری ہیں اور انکے غلام ہیں اور انکی غلامی میں موت و حیات پسند کرتے ہیں۔ انکا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے نبی اور ولی اللہ کی عطا کردہ قوت سے جو چاہیں جب چاہیں سب کچھ کر سکتے ہیں۔ یہ بات ہے عام نبی اور ولی کی جن کے بارے میں یہ لوگ بکواس کرتے انہیں تو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کا امام بنایا ہے۔ اگر ایک مقتدی کے بس میں اللہ کی عطا کردہ طاقت سے سب کچھ ہے تو پھر اس مقتدی کے امام کا کیا مقام ہوگا۔ جو سید الانبیاء ہیں۔ قرآن پاک میں آپ لوگوں نے پڑھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وہ طاقت عطا فرمائی تھی۔ آپ نے تمام مخلوق پر حکومت کی ہر چیز آپ کے حکم سے چلتی تھی یہاں تک کہ ہوا پر بھی آپکی حکومت تھی آپ کے بس میں تھا جب چاہتے اندھیری آجاتی جب چاہتے اندھیری رک جاتی پرندوں پر آپ نے حکومت کی یہاں تک کہ آپ کے تخت پر پرندوں کا سائبان تنا ہوتا ہے اور سورج کی ایک شعاع بھی تخت پر نہیں پڑتی تھی۔ یہ مقام ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کا جو مقتدی ہیں تو امام کا کیا مقام ہوگا۔ جسے خالق کائنات نے خاتم النبیین بنا کر بھیجا ہے۔ جسے خالق کائنات نے فرمایا **وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین۔** جو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے اس کے بس میں کچھ بھی نہیں (معاذ اللہ)

اگر اس مضمون کو طویل کروں تو کافی صفحات درکار ہیں بس مختصر بات کرتا ہوں کہ دیوبندی حضرات کے مولوی پتا نہیں کس باغ کی مولی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو سب کچھ عطا فرماتا ہے۔ آپ ﷺ اللہ کی عطا سے ہر شے پر قادر ہیں۔ آپ ﷺ کے بارے میں تو کہا جائے کہ آپ ﷺ بے بس ہیں۔ اور اپنے مولویوں کے لئے سب کچھ ثابت کیا جائے یہ کہاں کی دیانت داری ہے۔ ذرا نگاہ انصاف سے فیصلہ کیجئے۔

عبارت نمبر ۲ :- 'ہر شخص خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان ہو یا مقرب ترین فرشتہ اسکی حیثیت شان الوہیت کے مقابلے پر ایک چمار کی حیثیت سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔' ص ۲۷

تبصرہ :- سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور نبی اور ولی

بھی انسانوں میں ہوئے تمام مخلوق سے افضل انسان ہیں۔ تقویۃ الایمان کی اس عبارت (ہر شخص خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان ہو۔۔۔ چمار کی حیثیت سے بھی زیادہ ذلیل ہے) سے توہین انسان ثابت ہوتی ہے گویا کہ اسمٰعیل دہلوی صاحب چمار کو انسان سے افضل ثابت کر رہے ہیں اور ان کے اس جملے میں انسان کی تخصیص نہیں ہے بلکہ مطلقاً ہر انسان کہا گیا ہے جس میں انبیاء و اولیاء سب شریک ہیں اور ساتھ ہی مقرب ترین فرشتہ کو بھی ذلیل قرار دے رہے ہیں (معاذاللہ) اور چمار کو ان سے اچھا ثابت کر رہے ہیں۔ نا معلوم کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کا چمار سے کیا رشتہ ہے جو اس کو تمام سے افضل قرار دے رہے ہیں اور توہین رسالت و ولایت کا بھی احساس نہیں رہا۔ یاد رہے کہ توہین رسالت و ولایت کا احساس اس کو ہوتا ہے جس کا ان سے کوئی واسطہ ہو جنکا واسطہ ہی نہیں اس کو انکی توہین سے کیا غرض ہے۔ دشمن تو ہر وقت کسی نہ کسی طرح دشمنی کا اظہار کرتا ہی رہتا ہے۔ ایک بات تھی کہ اگر ان لوگوں نے آقا علیہ السلام کا کلمہ نہ پڑھا ہوتا تو پھر جو مرضی بکواس کرتے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں تھا کیونکہ دشمن بکواس کرتے رہتے ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ جس کا کلمہ پڑھتے ہیں اسی کو برا بھلا کہتے ہیں۔

عبارت نمبر ۳ :۔ جو یہ دعویٰ کرے کہ میں ایسا علم جانتا ہوں جس سے غیب معلوم کر لیتا ہوں اور ماضی و مستقبل کی باتیں بتا سکتا ہوں وہ جھوٹا ہے اور خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اگر کسی نبی کو یا ولی کو یا جن کو یا فرشتے کو یا امام کو امام کے بیٹے کو یا پیر کو یا شہید کو۔۔۔۔ ایسا مان لیا جائے تو ماننے والا مشرک ہو جاتا ہے' (ص ۳۵)

تبصرہ :۔ مندرجہ بالا عبارت میں مطلقاً علم غیب کی نفی کی گئی ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ علم غیب کا دعویدار جھوٹا ہے اور خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور جو یہ کہے کہ فلاں کے پاس غیب کا علم ہے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ذرا اچھی طرح ذہن نشین کر لیں اور دیکھیں کہ ان لوگوں نے خود کس طرح تقویۃ الایمان کے عقیدے کے مطابق خدائی دعویٰ کیا اور کس طرح یہ لوگ مشرک ہوئے۔ لیکن پھر بھی یہ مسلمان کے مسلمان ہیں۔

حوالہ شیخ الاسلام نمبر :۔ شیخ الاسلام نمبر میں مولوی ریاض احمد فیض آبادی، صدر جمعیۃ علمائے میسور نے مولوی حسین احمد صاحب کے ساتھ اپنی آخری ملاقات کا ذکر کیا ہے دم رخصت موصوف کی یہ

گفتگو خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے۔

'میں نے کہا حضرت انشاء اللہ اختتام سال پر ضرور حاضر ہوں گا۔ فرمایا کہہ دیا کہ ملاقات نہیں ہوگی اب تو میدان آخرت ہی میں انشاء اللہ ملوگے مجمع میرے قریب تھا حضرت کی معیت میں آبدیدہ ہو گیا حضرت نے فرمایا کہ رونے کی کیا بات ہے۔ مجھے موت نہیں آئے گی اس پر احقر نے الحاح کے ساتھ کچھ علم غیب اور زیادتی عمر پر بات کرنی چاہی مگر فرطِ غم کے باعث بول نہ سکا۔ (شیخ السلام نمبر ص ۱۵۶)

دیوبندی حضرات کی کتاب سے دوسری عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

سوانح قاسمی :۔ سوانح قاسمی کے حوالے سے پہلے بھی یہ واقعہ گزر چکا ہے کہ 'ایک بار قاسم نانوتوی صاحب کے جلسہ میں چار شیعہ مجتہدین چالیس اعتراضات سوچ کر آئے اور ان میں سے ہر ایک دس دس اعتراض لے کر ایک ایک گوشے میں بیٹھ گیا لیکن نانوتوی صاحب نے اپنی غیبی قوتِ ادراک کے ذریعے ان میں سے ہر ایک دل میں چھپے ہوئے اعتراضات کو معلوم کر لیا اور اسی ترتیب سے جواب بھی دے دیئے جس ترتیب کے ساتھ اپنے اپنے دلوں میں چھپا کر لائے تھے۔'

مندرجہ بالا عبارت میں مولانا قاسم نانوتوی صاحب کو غیب دان مانا اب ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

حوالہ حکیم الامت :۔ حکیم الامت نامی کتاب جس کے مصنف مولوی عبدالماجد دریابادی ہیں۔ اور مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے خلیفہ خاص بھی ہیں۔ انہوں نے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کی ایک مجلس کا ذکر کرتے ہوئے یوں بیان کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

'بعض لوگوں کے حالات حضرت نے اپنی زبان سے اس طرح ارشاد فرمائے کہ گویا 'در حدیثِ دیگراں' بعینہ ہم لوگوں کے جذبات و خیالات کی ترجمانی ہو رہی ہے دل نے کہا دیکھو روشن ضمیر ہیں نا سارے ہمارے مخفیات ان پر آئینہ ہوتے جا رہے ہیں صاحب کشف و کرامت ان سے بڑھ کر کون ہوگا۔۔۔۔ خیر اس وقت تو گہرا اثر اس غیب دانی اور کشف صدر کا لے کر اٹھا مجلس برخاست ہوئی (حکیم الامت ص ۲۴)

اس عبارت میں عبدالماجد دریابادی نے اشرف علی تھانوی صاحب کا غیب دان ہونا ظاہر کیا
ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

بحوالہ مبشرات دارالعلوم دیوبند :-اس کتاب میں اپنے بزرگوں کی غیب دانی کا اظہار و اقرار ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

"بعض کامل الایمان بزرگوں کو جن کی عمر کا پیشتر حصہ تزکیہ نفس اور روحانی تربیت میں گزرتا ہے۔ باطنی اور روحانی حیثیت سے ان کو منجانب اللہ ایسا ملکۂ راسخہ حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ خواب یا بیداری میں ان پر وہ امور خود بخود منکشف ہو جاتے ہیں جو دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔
(مبشرات دارالعلوم دیوبند ص ۱۲)

قارئین اکرام آپ نے عبارت نمبر ۳ بغور پڑھی جس کا مفہوم یہ تھا کہ جو غیب دانی کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور خدائی دعویٰ کرتا ہے اور جو کسی کو غیب دان مانے وہ مشرک ہو جاتا ہے ایک طرف یہ تقویۃ الایمان کی عبارت اور دوسری طرف آپ کے سامنے دیوبندی حضرات کی عبارتیں پیش کی ہیں اب دونوں طرف کی عبارتوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جائے تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ قارئین اکرام شیخ السلام نمبر نامی کتاب کے حوالے سے جو عبارت لکھی گئی اس میں مولوی حسین احمد نے غیب دانی کا دعویٰ کیا وہ اس طرح کہ جب ان سے کہا گیا کہ آئیندہ سال ملاقات ہو گی تو مولوی حسین احمد نے کہا کہ کہہ جو دیا کہ ملاقات نہیں ہو گی مطلب یہ کہ میں آئیندہ سال تک زندہ نہیں رہوں گا بلکہ مجھے موت آجائے گی۔ اس خبر کا تعلق مستقبل سے ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ موت کے وقت کا کسی کو اللہ کے سوا علم نہیں ہے مگر جس کو اللہ تعالیٰ بتادے اس کو علم ہو جاتا ہے اب مولوی حسین احمد نے مستقبل کی خبر دے کر سرعام غیب دانی کا دعویٰ کیا اور تاکید کے ساتھ کہا کہ آئیندہ سال ملاقات نہیں ہو گی اور مولوی ریاض احمد فیض آبادی نے سرعام مولوی حسین احمد کو غیب دان مانا اگر دیوبندی حضرات کا تقویۃ الایمان میں لکھا ہوا عقیدہ درست ہے کہ جو غیب دانی کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور خدائی دعویٰ کرتا ہے اور جو کسی کو غیب دان جانے وہ مشرک ہے تو بتائیں کہ مولوی حسین احمد پر کون سا فتویٰ لگے گا اور مولوی ریاض پر کون سا فتویٰ صادر ہو گا۔ اگر تقویۃ الایمان واقعی

تقویۃ الایمان ہے اور تم لوگ اس پر عمل کرتے ہو تو مولوی حسین احمد پر خدائی دعویٰ کا فتویٰ صادر کرو اور مولوی ریاض فیض آبادی کو مشرک قرار دو۔

سوانح قاسمی کے حوالے سے جو عبارت نقل کی گئی اس میں مولوی قاسم نانوتوی کو غیب دان ثابت کیا گیا ہے۔ اور مولوی قاسم نانوتوی نے چار شیعہ مجتہدین کے دلوں میں چھپے ہوئے اعتراضات کے جواب دے کر خدائی دعویٰ کیا اب مولوی قاسم نانوتوی اور اس کو غیب دان ماننے والے پر کفر وشرک کا فتویٰ لگا کر مذہب دیوبند سے نکال دو۔

حکیم الامت نامی کتاب کے حوالے سے جو عبارت تحریر کی گئی اس میں مولوی اشرف علی تھانوی نے لوگوں کے جذبات وخیالات کی ترجمانی کر کے خدائی دعویٰ کیا اور مولوی عبدالماجد نے اشرف علی تھانوی کو غیب دان مانا ان دونوں پر بھی وہی فتویٰ لگاؤ جو فتویٰ تقویۃ الایمان میں لکھا گیا ہے۔

مبشراتِ دارالعلوم دیوبند کے حوالے سے جو عبارت تحریر ہوئی اس میں بھی دیوبندی بزرگوں کو غیب دان تسلیم وثابت کیا گیا لہٰذا ان پر بھی تقویۃ الایمان والا فتویٰ صادر ہونا چاہیے۔ اب بات یہ ہے کہ یا تو مذکورہ مولویوں پر کفر وشرک کے فتوؤں کی بارش ہونی چاہیے یا پھر صرف تقویۃ الایمان کے مصنف مولوی اسماعیل کو کافر قرار دے کر دیوبندیوں کو چاہیے کہ تقویۃ الایمان چوک میں رکھ کر جلا دیں یا پھر اس بات کا سرعام اعلان کریں کہ انبیاء واولیاء سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ان ساری باتوں میں دیوبندی حضرات کو جو بات پسند ہو اسے قبول کر لیں اور جو بات قبول کریں اس کا اعلان بھی فرمادیں۔

عبارت نمبر ۴ :- "اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ اگر چاہے تو لفظ کن سے کروڑوں نبی ولی جن فرشتے جبریل اور محمد ﷺ کے برابر ایک آن میں بنا دے۔ (ص ۴۳)

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اتنی سنگین گستاخی کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **لولاک لما اظہرت الربوبیۃ** اے محبوب اگر میں تجھے نہ پیدا کرتا تو اپنی ربوبیت کو بھی ظاہر نہ کرتا پھر فرمایا **وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین** پیارے محبوب ہم نے تم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اپنے محبوب کو خاتم النبیین بنایا امام الانبیاء بنایا اور

اپنے محبوب کو قرآن عطا فرمایا اب اگر اللہ تعالیٰ اور محمد بنائے گا تو اتنے ہی قرآن بھی نازل کرے گا اور سب کو خاتم بنائے گا اب خاتم النبیین ایک ہی ہو سکتا ہے سب کیسے خاتم ہوں گے اللہ تعالیٰ نے پوری مخلوق میں اپنے محبوب کو چنا اور سب سے زیادہ پیار بھی آپ ﷺ سے کیا اور یہاں تک کہ اپنے محبوب کو اپنے نور سے پیدا فرمایا حوالے کے لئے دیوبندیوں کی کتاب نشر الطیب ملاحظہ فرمائیں۔

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب :- اس کتاب کا مصنف مولوی اشرف علی تھانوی ہے اور اپنی مذکورہ کتاب میں حضرت جابر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کرتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

'حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے، نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا، بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا۔

(بحوالہ نشر الطیب ص ۵)

جسکا مقام یہ ہو اسکے بارے میں اتنی نازیبا زبان استعمال کرنا کہاں کی دیانت داری ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے --- خصوصاً نجدیت کی اس بری وبا سے

عبارت نمبر ۵ :- جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں (ص ۵۶)

تبصرہ :- دیوبندی حضرات کا یہ عقیدہ ذہن میں رکھتے ہوئے دوسرا ان کا عقیدہ جو اپنے مولویوں کے بارے میں ہے ملاحظہ فرما کر نگاہ انصاف سے فیصلہ فرمائیں۔

تذکرۃ الرشید :- تذکرۃ الرشید کے مصنف مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے انگریز حکومت کے ساتھ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کے نیاز مندانہ جذبات کی تصویر کھینچتے ہوئے ایک جگہ لکھا ہے '(آپ) سمجھے ہوئے تھے کہ میں جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بیکانہ ہو گا اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے (تذکرۃ الرشید ص ۸۰ ج ۱)

مولوی رشید گنگوہی صاحب جس الزام کو جھوٹا کہہ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ انگریزوں کے خلاف

انہوں نے علم جہاد بلند کیا تھا میں کہتا ہوں کہ گنگوہی صاحب کی یہ پر خلوص صفائی کوئی مانے یا نہ مانے لیکن کم از کم ان کے معتقدین کو تو ضرور ماننا چاہیے مگر غضب خدا کا کہ اتنی شد و مد کے ساتھ صفائی کے باوجود ان کے ماننے والے یہ الزام ان پر آج تک دہرا رہے ہیں کہ انہوں نے انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا تھا دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال مشکل ہی سے ملے گی کہ کسی فرقے کے افراد نے اپنی پیشوا کی اس طرح تکذیب کی ہو۔

جوابات میں یہاں عرض کرنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ ایک طرف تقویۃ الایمان کا عقیدہ کہ 'جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں'۔ اور دوسری طرف انگریز کے بارے میں یہ عقیدہ کہ 'اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے'۔

اب ان حضرات کے دونوں عقیدے سامنے رکھ کر انصاف فرمائیں کہ ان کے نزدیک محمد یا علی کچھ نہیں کر سکتے اور نہ ہی انہیں کسی چیز کا کوئی اختیار ہے اور نہ ہی وہ کسی چیز کے مالک ہے اور دوسری طرف انگریز ہے کہ جس کے بارے میں ہر چیز کا اختیار مانتے ہیں اور اسے ہر چیز کا مالک بھی مانتے ہیں۔

اب فیصلہ خود فرمائیں ایک اور حیرت انگیز واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

سوانح قاسمی :- سوانح قاسمی نام کی کتاب میں مولانا قاسم نانوتوی صاحب کے متعلق ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ 'ایک دن مولوی قاسم نانوتوی صاحب اپنے جسد ظاہری کے ساتھ اپنی قبر سے نکل کر دیوبند کے مدرسہ میں چلے آئے اور اس وقت کے صدر مدرس کو چند ضروری ہدایات دے کر واپس لوٹ گئے'۔ اس واقعہ سے ثابت یہ ہوا کہ مولوی قاسم نانوتوی کے اختیار میں یہ بات تھی کہ وہ مرنے کے بعد بھی قبر سے اٹھ کر جسد ظاہری کے ساتھ مدرسہ دیوبند میں آجائیں اور پھر صدر مدرس کو چند ضروری ہدایات کر کے واپس چلے جائیں قاسم نانوتوی صاحب تو مرنے کے بعد بھی فل، اختیار رکھتے ہیں کہ جب چاہیں جہاں چاہیں اپنی مرضی سے قبر میں سے اٹھ کر چلے جائیں اور جب چاہیں وہاں سے واپس آئیں۔ مگر جس کا نام محمد یا علی ہے وہ ظاہری حیات میں بھی کسی چیز کے مختار نہیں ہیں۔ (معاذ اللہ)

یہ ہے انبیاء و اولیاء سے ان کی عداوت کا ایک نمونہ۔ مزید آگے چلیں۔

جامع الکرامات :- جامع الکرامات نامی عربی کتاب کے حوالے سے کرامت کے موضوع پر

مفتیان دیوبند نے یہ اقتباس نقل کیا ہے جس کا اردو ترجمہ جو خود انھوں نے کیا ہے وہ یہ ہے۔
'سھل بن عبداللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انھوں نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا میں پوری صدق قلبی اور خلوص کے ساتھ چالیس دن تک عبادت کرے تو اس کے لئے کرامات کا ظہور ہو جائے گا اور جس کے لئے کرامات کا ظہور نہیں ہو گا وہ اپنے زہد میں غیر صادق ہے۔ سھل سے کہا گیا کہ ان کیلئے کرامات کیسے ظاہر ہو جاتی ہیں تو انھوں نے فرمایا کہ وہ 'جو چاہے جیسے چاہے جس طرح چاہے لے سکتا ہے۔' (انکشاف ص ۴۳)

ایک طرف یہ عقیدہ سامنے رکھیں کہ 'جس کا نام محمد یا علی وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں' اور دوسری طرف یہ عقیدہ دیکھیں کہ 'ولی کرامات جو چاہے جیسے چاہے جس طرح چاہے لے سکتا ہے' اپنے مذہب کے بزرگوں کی کرامات ثابت کرنے کے لئے یہ کہا کہ ولی جو چاہے جیسے چاہے جس طرح چاہے اس کے اختیار میں ہے مگر جس کا نام محمد یا علی ہے معاذاللہ وہ بے اختیار ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے ۔۔۔ خصوصاً نجدیت کی اس بری وبا سے

عبارت نمبر ۶ :- تمام انبیاء واولیاء اس (اللہ تعالیٰ) کے سامنے ایک ذرہ سے بھی کم تر ہیں (ص ۲۷) تبصرہ :- قارئین اکرام جہاں بھی ان دیوبندی حضرات نے اپنی دشمنی کا اظہار کیا ہے وہاں انھوں نے انبیاء اولیاء کو اپنی دشمنی کا نشانہ بنایا ہے مذکورہ عبارت میں یہ لوگ ایک ذرے کو تو اہمیت دے رہے ہیں مگر جس کے صدقے اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان فرشتے جن انسان حیوانات جمادات گویا کہ تمام مخلوق کو پیدا فرمایا اس کی کوئی قدر نہیں ہے۔ ذرہ وہ جو تمام کے قدموں میں روندا جاتا ہے اسے تو خدا کے سامنے کچھ مقام مل گیا لیکن جس کو اشرف المخلوقات بنایا اس کو کم تر ثابت کر رہے ہیں (معاذاللہ)

عبارت نمبر ۷ :- 'تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بہت بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرو۔۔۔۔ جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں خواہ انبیاء ہوں یا اولیاء ہوں وہ سب کے سب اللہ کے بے بس بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں (ص ۷۷)

تبصرہ :- مذکورہ عبارت 'تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں' اگر ایک منٹ کے لئے دیوبندی حضرات کا عقیدہ مان لیا جائے تو بات کتنی دور نکل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا

فرمایا تو جن لوگوں کا مذہب ایک ہے وہ مذہب کے اعتبار سے ایک دوسرے کے بھائی ہیں جس طرح کہ فرمایا **کل مسلم اخوۃ** تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں یعنی کہ بحیثیت مسلمان ہونے کے سب بھائی بھائی ہیں اب اس کے آگے درجہ بندی ہے کوئی کسی کا باپ ہے تو کوئی بیٹا کوئی کسی کا بھائی کوئی ماموں ہے کوئی چچا ہے کوئی خالو ہے کوئی ماں ہے تو کوئی بہن کوئی بیوی ہے کیا یہ جتنے بھی رشتے بنائے ہیں ان کو تم اپنے بہن بھائی کہو گے بس ایک ہی رشتے کو تم کہو کہ میری بہن ہے تو یہی مولوی فتویٰ لگا دیں گے کہ نکاح ٹوٹ گیا اب دوبارہ حلالہ کر کے نکاح کرو اگر اس رشتے کو تم بہن کہہ دو تو تمہارا نکاح ٹوٹ جاتا ہے تو جب تم نبی کو اپنا بھائی کہو گے تو تمہارا ایمان چلا جائے گا۔ آگے لکھتے ہیں کہ 'جو بہت بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرو' اس عبارت سے مصنف کی مراد یہ ہے کہ جو نبی یا ولی ہیں وہ بہت بزرگ ہیں اس لئے وہ ہمارے بڑے بھائی ہیں ان کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرو۔

قارئین اکرام :- موجودہ حالات دیکھیں کہ بھائی کی عزت تو در کنار لوگ ماں باپ کی عزت نہیں کرتے تو بھائی کی عزت کیسے ہو گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ بڑے بھائی سے زیادہ عزت باپ کی ہے۔ مصنف کا یہ کہنا کہ ان کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرو اس بات کی دلیل ہے کہ دیوبندی حضرات نبی یا ولی کی عزت سے زیادہ اپنے باپ کی عزت کرتے ہیں اس لئے تو پیچھے والی تمام عبارت سے واضح ہو گیا کہ دیوبندی حضرات کے نزدیک مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی حسین احمد کے بارے میں کیا نظریات ہیں اور اللہ کے نبیوں اور ولیوں کے بارے میں ان کے دل میں کس قدر بغض و عناد کی آگ بھڑک رہی ہے۔ یہ سارا کچھ آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ ہے کہ **لا یؤمن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین** فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے باپ بیٹوں اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے ایک طرف حدیث مصطفیٰ ﷺ اور دوسری طرف دیوبندیوں کی یہ عبارت کہ بڑے بھائی کی سی تعظیم کرو۔

قارئین اکرام خود فیصلہ فرمائیں کہ دیوبندیوں کی بات مانی جائے یا اللہ کے نبی کی حدیث پر عمل

کریں نبی کی حدیث پر عمل کرنا عین ایمان ہے اور دیوبندی حضرات کی اس عبارت پر عمل کرنا عین کفر ہے آگے مصنف لکھتا ہے کہ 'جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں خواہ وہ انبیاء ہوں یا اولیاء ہوں وہ سب کے سب اللہ کے بے بس بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں' بے بس کے موضوع پر پہلے مختصر بحث ہو چکی ہے اس لئے آپ خود فیصلہ فرما سکتے ہیں۔

عبارت نمبر ۸ :- 'کسی بزرگ کی شان میں زبان سنبھال کر بات کرنی چاہیے اس کی انسان ہی کی سی تعریف کرو بلکہ اس میں بھی کمی کرو منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو کہیں شان الوھیت میں بے ادبی نہ ہو جائے'۔ (ص ۸۱)

تبصرہ :- قارئین اکرام اب دیکھیں کہ ان لوگوں نے اپنے بزرگوں کی شان کیسے زبان سنبھال کر استعمال کی اور شان الوھیت کا کتنا پاس رکھا حوالاجات کے ساتھ عقائد دیابنہ ملاحظہ فرمائیں۔

سوانح قاسمی :- سوانح قاسمی میں مولانا نانوتوی صاحب کے متعلق حضرت شاہ امداد اللہ صاحب کی زبانی یہ فقرے نقل کیے گئے ہیں۔

'یہ نبوت کا آپ کے قلب پر فیضان ہوتا ہے اور یہ وہ ثقل (گرانی) ہے جو حضور ﷺ کو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا تم سے حق تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا ہے'۔ (ص ۲۵۹ ج۱)۔

قارئین اکرام دیکھا آپ نے اپنے بزرگوں کے بارے میں کیسی زبان سنبھال کر بات کی ہے ایک نالی کے گند کو درجہ نبوت تک پہنچا دیا ہے۔ آگے مزید ملاحظہ فرمائیں کہ یہ لوگ کتنی زبان سنبھالتے ہیں۔

حوالہ سوانح قاسمی :- 'ایک دن مولوی قاسم نانوتوی صاحب اپنے جسد ظاہری کے ساتھ اپنی قبر سے نکل کر دیوبند کے مدرسہ میں چلے آئے اور اس کے صدر مدرس کو چند ضروری ہدایات دے کر واپس لوٹ گئے'۔ اتنی زبان سنبھالی کہ قاسم نانوتوی کو مرنے کے بعد بھی قبر سے اٹھا کر مدرسہ دیوبند میں لے آئے اور ہدایات کے بعد واپس قبر میں بھی بھیج دیا مزید ان کی زبان کا کمال دیکھیں۔

حوالہ تذکرۃ الرشید :- تذکرۃ الرشید کے مصنف مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق روایت بیان کی ہے کہ بارہا آپ کی زبان سے یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ

'سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بہ قسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر'۔ (ص ۱۷ ج ۲)

صرف ایک منٹ کے لئے سوچئے کہ مولوی رشید احمد صاحب کیا فرما رہے ہیں وہ یہ نہیں کہہ رہے کہ رشید احمد کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے وہ حق ہے بلکہ وہ یہ بتا رہے ہیں کہ حق صرف رشید احمد ہی کی زبان سے نکلتا ہے دونوں کا فرق یوں محسوس کیجئے کہ پہلے جملے کو صرف خلاف واقعہ کہا جا سکتا ہے لیکن دوسرا جملہ خلاف واقعہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس دور کے تمام پیشوایان اسلام کی حق گوئی کو ایک کھلا ہوا چیلنج بھی ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ اس زمانے میں مولوی رشید احمد کے علاوہ کسی کی زبان بھی کلمہ حق سے آشنا نہیں ہوئی اور آخر کا یہ جملہ کہ 'اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر'۔ پہلے والے سے بھی زیادہ خطرناک اور گمراہ کن ہے گویا حصول نجات کے لئے اب رسول عربی فداہ ابی و امی کی اتباع ناکافی ہے اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ کسی کی اتباع پر نجات موقوف ہو یہ شان صرف رسول کی ہو سکتی ہے نائب رسول ہونے کی حیثیت سے علمائے اکرام کا منصب صرف یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اتباع رسول کی دعوت دیں۔ اپنے اتباع کی دعوت دینا قطعاً ان کا منصب نہیں ہے لیکن صاف عیاں ہے کہ گنگوہی صاحب اس منصب پر قناعت کرنا نہیں چاہتے۔ دیکھ لی آپ لوگوں نے ان کی زبان کہ یہ کس طرح سنبھال کر استعمال کرتے ہیں۔

حوالہ تذکرۃ الرشید :- مولوی عاشق الٰہی میرٹھی مصنف تذکرۃ الرشید مولوی گنگوہی کے ایک مرید کا واقعہ نقل کرتے ہیں لکھتے ہیں کہ 'ایک روز خانقاہ میں لیٹے ہوئے اپنے شغل میں مشغول تھے کہ کچھ سکر پیدا ہوا (یعنی بے خودی کی حالت طاری ہوئی) اور حضرت شاہ ولی اللہ کو دیکھا کہ سامنے تشریف لیے جا رہے ہیں چلتے چلتے ان کو مخاطب بنا کر اس طرح امر فرمایا کہ دیکھو جو چاہو حضرت مولانا رشید احمد سے چاہنا'۔ (ص ۳۰۹ ج۱)

یہاں تو شان الوہیت کا بھی پاس نہیں رہا اوروں کو یہ تلقین کرنے والے کہ جو چاہو خدا سے چاہنا کسی اور سے مت چاہنا مشرک ہو جاؤ گے خود خدا کو چھوڑ کر مولوی رشید سے چاہنے لگے۔ کیسی زبان سنبھالی کہ خود ہی مشرکوں کے سردار بن گئے کیا یہ لوگ شان الوہیت کا ادب کر

رہے ہیں۔ مزید ملاحظہ فرمائیں۔

حوالہ تذکرۃ الرشید :- حاجی دوست محمد خان مولانا رشید احمد صاحب کے ایک نہایت مخلص خادم تھے ایک بار ان کی اہلیہ کی طبیعت سخت خراب ہو گئی ہزار علاج معالجہ کے باوجود دن بدن حالت سنگین ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ ایک دن بالکل نزع کی کیفیت طاری ہو گئی حاجی صاحب نے سرہانے بیٹھ کر یٰسین شریف پڑھنی شروع کی چند لمحے گزرے تھے کہ دفعتہً مریضہ نے آنکھیں کھول دیں اور ایک لمبا سانس لے کر پھر آنکھیں بند کر لیں سب نے سمجھ لیا کہ اب وقت آخر ہے۔ حاجی دوست محمد خان اس حسرت ناک نظارہ کو نہ دیکھ سکے بے اختیار وہاں سے اٹھے اور مراقب ہو کر حضرت امام ربانی (گنگوہی صاحب) کی طرف متوجہ ہوئے کہ وقت آگیا ہو تو خاتمہ بالخیر ہو اور زندگی باقی ہو تو یہ تکلیف جو متواتر تین دن سے ہو رہی ہے رفع ہو جائے مراقبہ کرنا تھا کہ مریضہ نے آنکھیں کھول دیں اور باتیں کرنا شروع کر دیں'۔ (ص ۳۲۱ ج ۲) نگاہِ انصاف سے پڑھ کر یہ بتائیں کہ واقعہ کا آخری حصہ پڑھ کر بالکل ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نہیں جیسے کوئی بندہ اپنے رب کے حضور گڑگڑا کر کہہ رہا ہو کہ اے عالم الغیب اور کارساز خداوند؟ زندگی اور موت کا علم بھی تجھی کو ہے اور خاتمہ بالخیر کرنے یا تکلیف رفع کرنے کی قدرت بھی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ وقت آگیا ہو تو خاتمہ بالخیر ہو اور زندگی باقی ہو تو یہ تکلیف رفع ہو جائے۔ اور غضب اس بات کا ہے واقعہ نگار نے یہاں اس عذر کی بھی گنجائش باقی نہیں رکھی ہے کہ یہ ایک خادم کا فعل تھا۔ مخدوم صاحب کو اس واقعہ کی کیا خبر؟ کہ ان پر کسی طرح کا الزام عائد کیا جائے۔ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ

'حاجی صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ جس وقت مراقب ہوا حضرت کو اپنے سامنے پایا اور پھر تو یہ حال ہوا کہ جس طرف نگاہ کرتا حضرت کو بہ ہیت اصلیہ موجود دیکھتا تھا تین شبانہ روز یہی حالت رہی'۔ (ص ۳۲۱ ج ۲)

اب ایک طرف تقویۃ الایمان کی یہ عبارت سامنے رکھیں 'کسی بزرگ کی شان میں زبان سنبھال کر بات کرنی چاہیے اس کی انسان ہی کی سی تعریف کرو بلکہ اس میں بھی کمی کرو منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو کہیں شان الوہیت میں بے ادبی نہ ہو جائے'۔ (ص ۸۱)

اور دوسری طرف تذکرۃ الرشید کی ص ۳۲۱ ج ۲ والی عبارت جو ابھی نقل کی گئی سامنے رکھ کر فیصلہ کریں کہ ایک طرف شان الوہیت میں بے ادبی کا لحاظ بتا رہے ہیں اور دوسری طرف مولوی رشید کو خدا مان رہے ہیں۔ یہاں الوہیت کو بالکل ہی بھول گئے معلوم یہ ہوا کہ تقویۃ الایمان کی عبارت میں جن بزرگوں کی شان میں زبان سنبھال کر بولنے کو کہا گیا ہے وہ انبیاء اور اولیاء ہیں جن سے ان دیوبندیوں کو دلی عداوت ہے اور جن کی تعریف سوانح قاسمی اور تذکرۃ الرشید میں کی گئی وہ ان کے گھر کے بزرگ ہیں جہاں انہیں کسی اور کی بے ادبی کا پاس نہیں۔ بس اپنے بزرگوں کی شان بیان کرتے کرتے کبھی نبی بنا دیا تو کبھی خدا بنا دیا دیوبندیوں کی دیگر کتابوں میں اس طرح کے واقعات تو بہت زیادہ ہیں لیکن یہاں اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ قارئین اکرام یہاں تک آپ نے تقویۃ الایمان سے چند گستاخیاں اور ان پر مختصر تبصرہ ملاحظہ فرمایا۔ اب تذکیر الاخوان کے حوالے سے چند گستاخیاں اور ان پر مختصر تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔ عبارت نمبر ۹ :- 'جس نے **اشھدان محمدا عبدہ ورسولہ** کا اقرار کیا تو اس نے یوں کہا۔۔۔۔ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے ان پر خدا کی عبادت بھی واجب تھی'۔ (ص ۱۲۶، ۱۲۷)

تبصرہ :- آج تک کسی بھی ڈکشنری میں **اشھدان محمدا عبدہ ورسولہ** کا ترجمہ یہ نہیں کیا گیا کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے ان پر خدا کی عبادت بھی واجب تھی اس عربی عبارت کا ترجمہ ماضی والا کرنا عربی گرائمر سے ناواقفیت کی دلیل ہے کیونکہ اگر اس کا ترجمہ ماضی میں کیا جائے تو پھر عربی عبارت بھی یوں ہو گی **اشھدان کان محمدا عبدہ ورسولہ** میں اقرار کرتا ہوں یا گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اسکے رسول تھے۔ لیکن **کان** کا لفظ اس عربی عبارت میں نہیں ہے جس وجہ سے اس کا ترجمہ ماضی میں نہیں بلکہ حال میں کیا جائے گا اصل وجہ یہ ہے کہ اگر دیوبندی حضرات اس عبارت کا ترجمہ حال میں کریں تو ترجمہ یوں ہو گا کہ 'میں گواہی دیتا ہوں بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں'۔ جب ان لوگوں نے ترجمہ 'ہیں' لگا کر کیا تو حضور کے حاضر ناظر ہونے کا مسئلہ بالکل صاف واضح ہو جائے گا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ان دیوبندیوں کو نبی بننے کا موقع نہیں ملے گا جیسا کہ پیچھے حوالاجات

سے ثابت ہو چکا ہے اب انھوں نے سوچا کہ اس کا ترجمہ ماضی والا کرو تا کہ ہماری راہیں ہموار ہو جائیں۔ اتنی محنت کے باوجود پھر بھی ان کی دال نہ گلی کیونکہ چور پھر بھی چور ہوتا ہے ایک نہ ایک دن ضرور پکڑا جاتا ہے۔

عبارت نمبر ۱۰:۔ 'کسی زندہ شخص کو جنتی یا دوزخی کہنا غلط ہے'۔ (ص ۱٦۵)

تبصرہ:۔ جس کتاب کے حوالے سے یہ عبارت آپ نے دیکھی (کسی زندہ شخص کو جنتی یا دوزخی کہنا غلط ہے) اسی کتاب کے حوالاجات ملاحظہ فرمائیں اور ان کی دو رنگی کا اندازہ لگائیں۔ حوالہ نمبر ۱:۔ مذکورہ کتاب تذکیر الاخوان میں بخاری شریف کے حوالے سے ایک مشہور حدیث مصنف نے نقل کی ہے کہ 'حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ احد پہاڑ پر چڑھے وہ ہلنے لگا آپ نے اپنا پاؤں مار کر اس سے فرمایا احد ٹھہر جا حرکت بند کر دے تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں'۔ (ص ۱۸۷)۔

آگے لکھتے ہیں کہ 'شہید وہ ہے جو اللہ کا عاشق زار ہو اس کے دیدار کے شوق میں اور اس کی رضا کے واسطے اس کی راہ میں جان بڑے شوق سے دے دے اور جان دینے کا آرزومند رہے آپ نے حضرت عمر کو اور حضرت عثمان کو شہید فرمایا یہ دونوں حضرات ظاہر میں بھی شہید ہوئے۔ حضرت ابوبکر کو صدیق فرمایا صدیق کا درجہ پیغمبر کے بعد ہے۔ (ص ۱۸۷) اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ صدیق اور شہید جنتی ہیں یا معاذ اللہ دوزخی۔ یقیناً صدیق اور شہید جنتی ہیں اور بلا حساب و کتاب جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ سرکار مدینہ ﷺ نے ابوبکر کو صدیق اور عمر و عثمان کو شہید فرما کر اعلان فرمایا کہ یہ تین ہستیاں جنتی ہیں آپ یہ بتائیں کہ جب حضور ﷺ نے انہیں صدیق اور شہید فرمایا اس وقت وہ زندہ تھے یا وفات پا چکے تھے؟ یقیناً یہ تینوں شخصیات اس وقت حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ مذکورہ عبارت نمبر ۱۰ کو سامنے رکھ کر دیکھیں کہ یہ لوگ کس پاک ہستی کو معاذ اللہ غلط کہہ رہے ہیں۔ حوالہ نمبر ۲:۔ مذکورہ کتاب تذکیر الاخوان میں ترمذی شریف کے حوالے سے مصنف نے ایک حدیث نقل کی ہے۔

بیان کی ہے لکھتا ہے کہ:

"حضرت طلحہؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ یاد رکھو ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرے جنتی رفیق عثمانؓ ہیں"۔ (تذکیر الاخوان ص ۱۸٦) سرکار مدینہ علیہ اسلام نے عثمان کی زندگی میں ہی بتا دیا کہ عثمان جنت میں جائیں گے اور جنت میں میرے ساتھی ہونگے۔

حوالہ نمبر ۳:۔ تذکیر الاخوان میں ترمذی شریف کے حوالے سے ایک اور حدیث نقل کی گئی ہے کہ "حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ میرے کانوں نے نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے سنا آپ فرماتے تھے کہ طلحہؓ اور زبیرؓ جنت میں میرے ہمسائے ہوں گے" (تذکیر الاخوان ص ۱۹٦)

حوالہ نمبر ۴:۔ تذکیر الاخوان میں ترمذی شریف کے حوالے سے ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ "حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر جنت میں ہیں عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر جنت میں ہیں۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں، سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں، سعید بن زید جنت میں ہیں۔ اور ابو عبیدہ بن جراح جنت میں ہیں (تذکیر الاخوان ص ۱۹۹)

قارئین اکرام:۔ دیوبندی حضرات کی کتاب تذکیر الاخوان سے ایک عبادت نقل کی جس میں انہوں نے کہا کہ زندہ انسان کو جنتی یا دوزخی کہنا غلط ہے۔ اور اسی کتاب سے چار حدیثیں نقل کیں۔ جن سے واضح ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے زندہ صحابہ اکرام کو جنتی قرار دیا اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ ان لوگوں نے کس پاک ہستی کو غلط کہا۔ ایک طرف ایک چیز کے بارے اچھے عقیدہ کو غلط کہہ رہے ہیں اور ساتھ ہی دوسری جگہ پر اسی عقیدہ کے بارے میں حدیثیں بیان کر رہے ہیں کیسی دورنگی ہے۔

عبارت نمبر ۱۱:۔ 'جو آپکی غیب دانی کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے' (تذکیر الاخوان ص ۳۹۹)

تبصرہ:۔ قارئین اکرام میں نے ابھی جو تذکیر الاخوان کے حوالے سے بخاری اور ترمذی شریف کی حدیثیں بیان کی ہیں کیا انکا تعلق غیب سے ہے یا نہیں جنت اور دوزخ

کا مسئلہ مدے کے مرنے کے بعد ہے کہ اس مدے نے اپنے اعمال کے سبب جنت میں جانا ہے یا دوزخ میں جانا ہے لیکن نبی اکرام ﷺ نے صحابہ اکرام کی زندگی میں انہیں جنتی قرار دیا یہ غیب نہیں تو اور کیا ہے اگر غیب دانی کا دعوٰی رکھنے والا کافر ہے تو یہاں کون سا فتوٰی لگاؤ گے ملاحظہ فرمائیں۔

حوالہ سوانح قاسمی :- یہ واقعہ اس سے قبل بھی بیان کیا جا چکا ہے مگر آپکی یاد تازہ کرنے کیلئے دوبارہ عرض کرتا ہوں بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے متعلق سوانح قاسمی میں یہ واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ۔

'ایک بار انکے جلسہ میں چار شیعہ مجتہدین چالیس اعتراضات سوچ کر آئے اور ان میں سے ہر ایک دس دس اعتراض لے کر ایک ایک گوشے میں بیٹھ گیا لیکن نانوتوی صاحب نے اپنی غیبی قوت ادراک کے ذریعہ ان میں سے ہر ایک کے دل میں چھپے ہوئے اعتراضات کو معلوم کر لیا اور اسی ترتیب سے جواب بھی دے دیے جس ترتیب کے ساتھ وہ اپنے اپنے دلوں میں چھپا کر لاتے تھے۔

ایک طرف نبی کریم ﷺ کے بارے میں کہتے ہیں کہ 'جو آپکی غیب دانی کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے دوسری طرف مولوی قاسم نانوتوی کو غیب دان مانتے ہیں اگر نبی کی غیب دانی کا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے تو پھر قاسم نانوتوی کو غیب دان ماننے والا کہاں کا مسلمان ہے۔

حوالہ حکیم الامت :- مولوی عبدالماجد دریابادی جو کہ کتاب حکیم الامت کے مصنف اور مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے خلیفہ خاص ہیں تھانوی صاحب کی ایک مجلس کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں 'بعض بزرگوں کے حالات حضرت نے اپنی زبان سے اس طرح ارشاد فرمائے کہ گویا 'در حدیث دیگراں' بعینہ ہم لوگوں کے جذبات و خیالات کی ترجمانی ضروری ہے دل نے کہا کہ دیکھو روشن ضمیر ہیں نا سارے ہمارے تخیلات ان پر آئینہ ہوتے جا رہے ہیں صاحب کشف و کرامت ان سے بڑھ کر کون ہوگا ـــ خیر اس وقت تو گہرا اثر اس غیب دانی اور کشف صدر کا لے کر اٹھا مجلس برخاست ہوئی ۔ (حکیم الامت ص ۲۴)

مولوی عبدالماجد دریا بادی نے مولوی اشرف علی تھانوی کو غیب دان قرار دیا اس پر اب کونسا فتوٰی لگاؤ گے اگر سینے میں ایمان کی رتی ہے تو اس پر بھی کفر کا فتوٰی لگا دو۔

عبادت نمبر ۱۲ :- یارسول اللہ ﷺ یا علی رضی اللہ عنہ ـــــ کہنا حرام اور شرک ہے۔(تذکیر الاخوان ص ۴۵۹) **تبصرہ :-** مذکورہ عبارت نمبر ۱۲ میں دیوبندی مولوی یارسول اللہ ﷺ یا علی کہنا شرک اور حرام قرار دے رہے ہیں مگر دیوبندیوں کی معروف کتاب فضائل اعمال (تبلیغی نصاب) جس کے مصنف مولوی زکریا صاحب ہیں اس میں لکھا ہے **السلام علیك یا رسول الله السلام علیك یا نبی الله السلام علیك یا خیرة الله السلام علیك یا خیر خلق الله السلام علیك یا حبیب الله السلام علیك یا سید المرسلین** اسی طرح کے چند جملے اور بھی ہیں (حوالہ فضائل اعمال باب فضائل درود شریف ص ۲۱) اگر دیوبندی حضرات اپنے مذکورہ عقیدہ نمبر ۱۲ میں سچے ہیں تو پھر انکو چاہئے تھا کہ مولوی زکریا پر بھی شرک کا فتوٰی لگاتے لیکن دیوبندی علماء نے مولوی زکریا پر شرک کا فتوٰی نہیں لگایا بلکہ اس کو اپنا مذہبی پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔

اگر یارسول اللہ کہنا شرک ہے تو پھر فضائل اعمال میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر کیوں نقل کیا

ز مہجوری برآمد جان عالم ـــــ ترحم یا نبی اللہ ترحم

(حوالہ فضائل اعمال باب فضائل درود شریف ۱۱۸)

اصل بات یہ ہے کہ دیوبندیوں کو علم کی ہوا نہیں لگی اگر علم انکے قریب سے بھی گزرا ہوتا تو یارسول ﷺ اور یا علی رضی اللہ عنہ کہنے کو حرام اور شرک نہ کہتے ایک درسی کتاب ہے جو ان دیوبندیوں کے مدارس میں بھی پڑھائی جاتی ہے اسکا نام ہے نحو میر اس کتاب میں لفظ 'یا' کی اچھی طرح وضاحت کی گئی ہے اگر کوئی بے وقوف بھی ہو تو وہ بھی سمجھ جاتا ہے لیکن دیوبندی اس قدر عقل کے اندھے ہیں روزانہ نحو میر پڑھنے کے باوجود انکو ابھی تک اس مسئلے کی سمجھ نہیں آئی ملاحظہ فرمائیں کسی کو پکارنے کیلئے جو حروف مخصوص کئے گئے ہیں وہ پانچ ہیں

یا ایا ھیا ای ہمزہ مفتوحہ

ان پانچ حروف کا استعمال الگ الگ ہے۔

حروف ندا میں فرق یہ ہے کہ ہمزہ مفتوحہ اور ای قریب کیلئے ہیں۔ ایا اور ھیا یہ دور کیلئے استعمال

ہوئے ہیں۔ یا قریب اور دور دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے علمائے دیوبند عامتہ المسلمین کو یا رسول اللہ کہنے سے روکنے کا ایک بہانہ یہ تراشتے ہیں کہ یا قریب کو پکارنے کیلئے آتا ہے جب کہ حضور ﷺ ہزاروں میل دور مدینہ طیبہ میں محو استراحت ہیں۔ حالانکہ حضور رحمتہ اللعالمین ﷺ مومنوں کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں **النبی اولی با المومنین من انفسهم** پھر میر سید کی تصریح بھی پیش نظر رہے کہ یا قریب بعید دونوں کیلئے آتا ہے۔

ہم اہلسنت وجماعت حنفی بریلوی حضور ﷺ کو حاضر وناظر جان کر یارسول اللہ ﷺ کہتے ہیں تم حضور ﷺ کو حاضر وناظر نہیں مانتے تو نہ سہی دور سمجھ کر ہی یارسول اللہ ﷺ کہ لیا کرو کیونکہ یا دور اور نزدیک دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

اب بھی اگر یارسول اللہ ﷺ کہنے کی سمجھ نہ آئی ہو تو اپنی عقل کا علاج کراؤ اور کسی عاشق رسول سے علم سیکھو بغض وعناد کی عینک اتار کر اس کو سمجھنے کی کوشش کریں بس عقل مند کیلئے اتنا ہی کافی ہے مزید تبصرے کی ضرورت نہیں۔

قارئین اکرام اب تک آپ نے تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان کی بارہ عبارتیں ملاحظہ فرمائیں مزید دیوبندیوں کا پردہ فاش کرنے کی جسارت کرونگا۔ نگاہ انصاف کے ساتھ پڑھیں اور ایمان کے ترازو پر دیکھیں کہ دیوبندی مذہب آیا مسلمانوں کے زمرے میں ہے یا اعلیٰ ترین گستاخوں کے زمرے میں آتا ہے انصاف کا پیمانہ آپ احباب کے ہاتھ میں ہے۔

حضور ﷺ کے علم غیب کے متعلق عقائد دیوبند

حوالہ حفظ الایمان
مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی

حضور ﷺ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد کل غیب ہے یا بعض غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بکر بلکہ ہر صبی (بچہ) مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیوں کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئیے کہ

سب کو عالم الغیب کہا جاوے (حفظ الایمان ص ۹)

آپ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ حفظ الایمان میں خود تھانوی صاحب نے نہایت صراحت کے ساتھ علم غیب کا اطلاق نہ صرف انسانوں بلکہ جانوروں اور پاگلوں کے علم پر بھی کیا ہے۔

حوالہ ارواح ثلاثہ
مصنفہ مولوی اشرف کی تھانوی

دیوبندی خاندان کے ایک بزرگ شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے متعلق تھانوی صاحب کا یہ عقیدہ ملاحظہ فرمائیں۔

'مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کا قلب بڑا ہی نورانی تھا میں انکے پاس بیٹھنے سے ڈرتا تھا کہ کہیں میرے عیوب منکشف نہ ہوجائیں (ارواح ثلاثہ ص ۴۰۱)

نبی کا علم غیب تو ماننے کیلئے یہ لوگ تیار نہیں لیکن اپنے بزرگوں کا علم غیب اس قدر مانتے ہیں کہ ڈر لگتا ہے کہ کہیں عیب ظاہر نہ ہو جائیں یہ کہاں کا انصاف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تقویۃ الایمان میں علم غیب ذاتی وعطائی دونوں طرح کے علم کا ماننا شرک لکھا ہے اور تھانوی صاحب نے بھی حفظ الایمان میں حضور ﷺ کے علم غیب کی نفی کی ہے لیکن مولوی عبدالرحیم کے علم غیب کو کھلے لفظوں مانتے وقت نہ انہیں کفر کا فتوٰی یاد آیا اور نہ ہی شرک کا فتوٰی یاد آیا۔

حوالہ تذکرۃ الرشید
مصنفہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی تذکرۃ الرشید میں ایک طالب علم کی زبانی مولوی رشید گنگوہی کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ 'حضرت کے سامنے جاتے مجھے بہت ڈر معلوم ہوتا ہے کیونکہ قلب کے وساوس (وسوسے) اختیار میں نہیں اور حضرت ان پر مطلع ہو جاتے ہیں (تذکرۃ الرشید ص ۲۲۸ ج ۲)

دلوں کی چھپی بات کا جاننا یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے لیکن یہی شان مولوی رشید گنگوہی میں ثابت کی جا رہی ہے مگر اپنا فتوٰی کفر وشرک والا یاد نہیں۔

حوالہ فیصلہ کن مناظرہ مولوی منظور نعمانی نے اپنی کتاب فیصلہ کن مناظرہ میں ایک بڑا ہی
معنفہ مولوی منظور نعمانی دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے جس کو پڑھ کر دیوبندی برادری کا پردہ بالکل
فاش ہو جاتا ہے۔ سب سے پہلے موٹی سرخی پڑھیں۔

'خان صاحب کے نزدیک گدھے کو بعض غیوب کا علم'

اس عنوان کے تحت موصوف نے الملفوظ کے حوالے سے ایک صاحب کشف گدھے کا واقعہ
نقل کیا ہے جس کے روای کوئی بزرگ ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ۔
'ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جگہ جلسہ بڑا بھاری تھا دیکھا کہ ایک شخص ہے اس کے پاس گدھا ہے اسکی
آنکھوں پر ایک پٹی بندھی ہوئی ہے ایک چیز ایک شخص کی دوسری کے پاس رکھ دی جاتی ہے اس
گدھے سے پوچھا جاتا ہے۔ گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جاکر
سر ٹیک دیتا ہے۔' (فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۵۱)
یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ۔
'خاں صاحب کے اس ملفوظ سے معلوم ہوا کہ موصوف کے نزدیک اس گدھے کو بھی بعض مخفی باتوں کا
کشف ہوتا تھا۔ (فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۵۱)
دیوبندی گدھے کا علم غیب مان لیں تو پھر بھی مسلمان کے مسلمان ہیں ہم بے چارے سنی اپنے نبی پاک
ﷺ کا علم غیب عطائی مان لیں تو کافر و مشرک ہو جاتے ہیں اس بات کی سمجھ نہیں آتی دیوبندی
حضرات اسلام کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔

حوالہ تذکرۃ الرشید :۔ غیبی علم وادراک کی ایک دائمی قوت مولوی رشید گنگوہی کے حق میں دیو
بندی مصنفین بیان کرتے ہیں اور بیان کرنے کا ڈھنگ اتنا فنکارانہ ہے کہ براہ راست خود کہنے
کے بجائے خواب کے ذریعہ سرکا غوث الوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی کہلوایا گیا ہے کہ 'اس زمانے میں
مولوی رشید احمد گنگوہی کو حق تعالیٰ نے 'وہ علم' دیا ہے کہ جب کوئی حاضر ہونے والا السلام علیکم کہتا
ہے تو آپ اس کے ارادہ سے واقف ہو جاتے ہیں۔ (تذکرۃ الرشید ص ۳۱۲ ج ۱)

حوالہ ارواح ثلاثہ :۔ اسی طرح کے غیبی علم وادراک کی ایک ہمہ وقتی قوت مولوی قاسم نانوتوی
صاحب نے عبداللہ خان نامی ایک مسلم راجپوت کیلئے بھی ثابت کی ہے موصوف روایت کرتے ہیں
کہ 'انکی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرمادیا کرتے تھے کہ
تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا اور جو آپ بتلا دیتے تھے وہی ہوتا تھا۔ (اروح ثلاثہ ص ۱۶۳)
قارئین کرام آپ غور فرمائیں کہ اگر ہم اپنے نبی پاک ﷺ کے علم غیب کا عقیدہ رکھیں اور وہ بھی
عطائی تو ہم پر کفر کے فتوے ثبت ہوتے ہیں اور اگر یہ نحوس برادری اپنے بزرگوں کا علم غیب ذاتی
مانیں اور بڑی بات یہ کہ گدھے کا علم غیب مان لیں تو اسی طرح مسلمان کے مسلمان ہیں حالانکہ ذاتی
علم غیب اللہ تعالیٰ کی شان ہے کسی اور میں ایسی صفت کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

حوالہ دعوات عبدیت :۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے دعوات عبدیت میں یہ واقعہ نقل کیا ہے
کہ 'کسی نے حضرت موسیٰ علیہ اسلام سے یہ دعا کروائی کہ کل کی بات معلوم ہو جایا کرے موسیٰ علیہ
السلام نے اس کو نصیحت فرمائی کہ اس کو جانے دے اس نے نصیحت نہ مانی اور اصرار کیا انہوں نے دعا
کردی اور وہ قبول ہوگئی۔ (دعوات عبدیت ص ۵۵)
اب اسکے آخر میں فتاویٰ رشیدیہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

حوالہ فتاوی رشیدیہ :۔ 'جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور
اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بے شک کافر ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۲۹)
قارئین کرام اب تو علم غیب کے متعلق کوئی کسر باقی نہیں رہ گئی ہے تمام تر حوالہ جات کا لب لعاب
یہ ہے کہ تمام دیوبندی برادری اپنے ہی فتووں کے ساتھ کفر کی دلدل میں ایسے پھنسے ہوئے ہیں کہ
قیامت تک نکل نہیں سکتے اور جب قیامت کے دن یہ کفر کی دلدل سے چھٹکارا حاصل کریں گے تو ایک
اور بڑی دلدل ان کے انتظار میں بے تاب ہے وہ ہے نار جہنم جس میں مرنے کے بعد دیوبندی برادری
نے آرام فرمانا ہے اللہ تعالیٰ ان کو نصیب فرمائے۔

حوالہ بریلوی فتنہ :۔ 'اولیاء اللہ کو یہ قدرت نہیں کہ غیر موجود کو وجود بخش دیں یا کسی موجود کو
معدوم اور نیست کردیں پس کسی چیز کو وجود بخشنے یا معدوم کردینے یا کسی کو رزق یا اولاد دینے یا کسی سے

کوئی بیماری یا کوئی بلا دور کر دینے کی کسی بزرگ کی طرف نسبت کرنا کفر ہے (بریلوی فتنہ ص ۱۰۱)
انبیاء و اولیاء کے متعلق بریلوی فتنہ کے مصنفین کا یہ بیان آپ نے پڑھا کہ کسی نبی یا ولی کی طرف بلا دفع کرنے یا بیماری دور کرنے کی نسبت کرنا کفر ہے مگر اب یہی کفر اپنے گھر کے بزرگوں کے لئے کس طرح اسلام بن گیا ہے چشم عبرت سے ذرا اس اسلام کا بھی تماشا دیکھ لیجے۔

بحوالہ اروح ثلاثہ :۔ مولوی محمد یعقوب نانوتوی صاحب دیوبندی خانوادے کے ایک مشہور روحانی پیشوا گزرے ہیں انکے بارے میں ارواح ثلاثہ کا مصنف لکھتا ہے کہ انکے بڑے صاجزادے مولوی معین الدین صاحب انکی وفات کے بعد کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ۔

'ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑہ بخار کی بہت کثرت ہوئی سو جو شخص مولانا کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا پس اس کثرت سے لوگ مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈلواؤں تب ہی ختم کئی مرتبہ ڈال چکا پریشان ہو کر ایک دفعہ میں نے مولانا کی قبر پر جا کر کہا (یہ صاجزادے بہت تیز مزاج تھے) کہ آپکی تو کرامت ہوئی اور ہماری مصیبت ہو گئی یاد رکھو کہ 'اگر اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے 'ایسے ہی پڑے رہیو لوگ جوتہ پہنے تمہارے اوپر ایسے چلیں گے بس اسی دن سے کسی کو آرام نہ ہوا جیسے شہرت آرام کی ہوئی تھی ویسے ہی شہرت ہوئی کہ اب آرام نہیں ہوتا پھر تو لوگوں نے مٹی لے جانا بند کر دیا۔ (ارواح ثلاثہ ص ۳۲۲)

غور فرمایئے! یہاں بات کتنی آگے نکل گئی وہاں تو صرف اس الزام پر کفر کا فتوی تھا کہ فلاح شخص کی طرف بیماری دور کرنے کی نسبت کیوں کی گئی اور یہاں شخص نہیں شخص کے مدفن کی مٹی کو لوگ دافع امراض سمجھ رہے ہیں تو انہیں نہ کوئی روکنے والا ہے اور نہ کفر کے ارتکاب پر کوئی توبہ کرانے اور کلمہ پڑھانے کی ضرورت محسوس کرتا ہے آخر یہ کیسا کفر ہے جو سب کے گلے کا ہار بنا ہوا ہے۔

قارئین اکرام تھوڑا سا آگے چل کر ملاحظہ فرمائیں۔

بحوالہ تعلیم الدین :۔ 'کوئی روح اپنا بدن حالت حیات میں چھوڑ کر دوسرے مردے کے بدن میں چلی جائے یہ بات ریاضت سے حاصل ہو جاتی ہے۔' (تعلیم الدین ص ۱۱۸)

مطلب یہ ہے کہ ایک [illegible] اپنے اندر یہ قدرت پیدا کر سکتا ہے کہ جب چاہے اپنی روح کو اپنے

زندہ جسم سے نکال کر کسی مردہ جسم میں منتقل کر دے یعنی ایک زندہ جسم کو مار ڈالے اور مردہ جسم کو زندہ کر دے۔

اب آپ ہی غور فرمائیں کہ کسی زندہ آدمی پر موت طاری کرنا اور کسی مردہ شخص کو زندہ کرنا یہ خاص خدا کا منصب ہے یا نہیں؟ لیکن تھانوی صاحب کتنی فراخ دلی کے ساتھ یہ طاقت ایک انسان کے اندر مان رہے ہیں اور وہ بھی خدا کی عطا سے نہیں بلکہ خود اپنی ریاضت کے بل پر۔

فرمایئے! اس سے بڑا شرک اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک بندے کو انہوں نے زندگی اور موت دینے والا تسلیم کر لیا۔

افسوس ہم اس طرح کی محدود قدرت کسی نبی یا ولی میں خدا کی عطا سے بھی مانیں تو کافر ٹھہرائے جائیں اور وہ صرف اپنی محنت کے بل پر یہ خدائی قدرت ایک بندے میں مان رہے ہیں تو کوئی بھی ان سے پوچھنے والا نہیں ہے۔

قارئین اکرام اگر اب بھی آپ نہیں سمجھے تو تھوڑا سا اور آگے بڑھیں۔

بحوالہ مقالات حکمت :۔ یہاں تک تو غنیمت تھا کہ جس مردہ جسم میں وہ روح منتقل ہوئی وہ جسم بہر حال خدا کا بنایا ہوا تھا لیکن تھانوی صاحب نے اس کے بعد ایک نیا گل اور کھلایا ہے۔ ان کے ملفوظات کا مرتب 'مقالات حکمت' نام کی کتاب میں یہ انکا منہ بولا بیان نقل ہے کہ 'بعض بزرگوں کو جو اہل تصرف ہوتے ہیں عناصر پر قدرت ہو جاتی ہے کہ وہ اس سے چند اجساد کو ترکیب دے کر شکل بدل لیتے ہیں چونکہ روح میں انبساط ہے اس لئے ایک روح کو ان چند اجساد کے ساتھ متعلق کر کے چند شکلوں میں متشکل ہو سکتے ہیں (مقالات حکمت ص ۳۱) اب آپ ہی ہماری مظلومی کے ساتھ انصاف کیجیے کہ ہم خدا کے بنائے ہوئے جسم میں صرف روح کی واپسی کا عقیدہ رکھ لیں مشرک ہو جائے ہیں اور وہ خود اپنے ہاتھوں سے نئے نئے جسم بنانے اور خود اپنی مرضی سے روح داخل کرنے کی قدرت اپنے بزرگوں کیلئے مان رہے ہیں تو وہ روئے زمین کے سب سے بڑے مؤحد کہلانے کے دعویدار ہیں

لرزہ خیر توہین (بحوالہ الخطوب المذیبہ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے علمائے دیوبند کو ذرا بھی عقیدہ [illegible]

سب سے پہلے مولوی اشرف علی تھانوی کے خلاف احتجاج کرتے جنہوں نے 'الخطوب المذ یبہ' نامی کتابچہ میں نام لے کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کی شان میں کھلی ہوئی گستاخی کی ہے ذیل میں اس لرزہ خیز واقعہ کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

'کہتے ہیں کہ تھانہ بھون میں جہاں وہ رہتے تھے ایک لڑکی ان سے پڑھتی تھی جب وہ عنفوان شباب کی منزل میں پہنچی تو ان سے مرید ہوگئی اس کے بعد کیا حالات پیش آئے خدا ہی کو معلوم ہیں لیکن کچھ عرصے کے بعد اچانک معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی پرانی بیوی کی موجودگی میں اس سے نکاح کر لیا۔

نکاح کی خبر مشتہر ہوتے ہی سارے محلے میں آگ سی لگ گئی ہزار منہ ہزار طرح کی باتیں بہت دنوں تک یہ قصہ عوام و خواص کے درمیان موضوع سخن سارہا 'اصلاح انقلاب' نامی کتاب میں اپنے ایک ۔ 'الخطوب المذ یبہ' کے اندر انہوں نے خود اپنے قلم سے ان افواہوں کی جو اس وقت عام طور سون کی عورتوں کی زبان پر تھیں تصویر کھینچی ہے۔

اے! بیڈی بیڈی کہا کرتے تھے جورو ما کر بیٹھ گئے ہائے استاد دھو کر شاگردنی کر بیٹھے تو تھی پیر اور باپ میں کیا فرق ہوتا ہے؟ معلوم ہوتا ہے پہلے سے ساز باز رہا ہوگا'

(ص ٦)

:۔ اس واقعہ کے بعد لوگوں کے طعن و تشنیع سے جب تنگ آگئے تو اپنی ۔ انہوں نے ایک غیبی الہام تراشا اور خود ہی اس کی تعبیر بیان کی انہی کے ملاحظہ فرمائیں۔ نقل کفر کفر نہ باشد 'ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا والی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا میرا ذہن معا اس طرف منتقل ہوا ت سے کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ شریف پچاس۔ سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر

غیرت ایمانی کو آواز

اس مقام پر پہنچ کر ام المومنین کے وفادار فرزندوں کو آواز دینا چاہتا ہوں دنیائے اسلام کی مادر مشفقہ کیلئے احترام و ادب کا کوئی جذبہ انکے سینے میں موجود ہو تو وہ خود ہی فیصلہ کریں کہ اس منصوعی کشف اور اس کی تعبیر سے ایمان و عقیدت کے جذبے کو ٹھیس لگتی ہے یا نہیں؟ تھانہ بھون کے سوا مشکل ہی سے کہیں ایسا بے غیرت انسان ملے گا۔ جس کا ذہن اپنی ماں کی آمد کی خبر سن کر کسی کمسن بیوی کی طرف منتقل ہو جائے۔ اس مناسبت سے کہ جب وہ اس کے باپ کے گھر آئی تھی تو اس کی عمر بہت کم تھی اور 'وہی قصہ یہاں ہے' اس فقرے نے تو امتیاز و ادب کی وہ دیوار ہی گرا دی ہے جو پیغمبر اور امتی کے درمیان روز اول سے کھڑی ہے۔ کہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کے ساتھ حضور ﷺ کے عقد نکاح کا قصہ جس کے پیچھے رب العالمین کا اشارہ کار فرما ہے اور مصلحت خداوندی کے ایماء پر خود روح الامین اس کے پیامبر ہیں اور کہاں تھانہ بھون کے ایک بے غیرت ترین کا ایک کمسن مریدنی کے ساتھ شادی کا واقعہ جو سراسر خواہش نفسانی اور جذبہ شہوانی کی تحریک پر عمل میں آیا 'بس وہی قصہ یہاں ہے' کہہ کر جو ان دونوں قصوں کے درمیان یکسانیت پیدا کرنا چاہتا ہے وہ دوسرے لفظوں میں اپنے داغ دار دامن کا غبار رسول معصوم ﷺ کے دامن اطہر پر اڑانا چاہتا ہے۔ **عبرت کا مقام**:۔ اس مقام پر قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی خون آلود آنکھوں سے ناپاک عبارت کی ذرا یہ تصویر دیکھیں کہ اپنی شقاوتوں کا داغ مٹانے کے لئے ظالم نے ایک ہی وار میں دو حرمتوں کو ٹھیس پہنچائی ہے وہی قصہ یہاں کہہ کر سرکار دو عالم ﷺ کی الگ تنقیص کی ہے اور کم سن بیوی کی تعبیر نکال کر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی جناب میں الگ گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

قارئین اکرام آپ خود اندازہ لگائیں کہ اسلام کے ٹھیکے دار مسلمانوں پر کفر و شرک و بدعت کے فتوے لگانے والے خود اسلام سے اس طرح نکل گئے جس طرح مکھن سے بال نکالا جاتا ہے۔ یہ واقعہ پیش کرنا اس لیے ضروری سمجھا تاکہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ جو کلمہ پڑھتا ہے اسے کچھ نہ کہو۔ سب مسلمان ہیں۔ کلمہ پڑھنے والے کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ اب مذکورہ تمام واقعات پڑھ کر آپ پر روز

روشن کی طرح واضح ہوگیا ہے کہ ہر کلمہ پڑھنے والا مسلمان نہیں ہے۔ پس پردہ یہ اسلام اور مسلمانوں کے سنگین قسم کے دشمن ہیں اعلیٰ درجہ کے گستاخ ہیں۔ اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے اسلام کا لیبل لگا رکھا ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے ---- خصوصاً نجدیت کی اس بری بلا سے

قارئین اکرام میں نے دیوبندی عقائد کی مختصر سی وضاحت آپ کے سامنے کی ہے اس وضاحت کے بعد بھی اگر آپ نہ مانیں اور یہ کہیں کہ نہیں ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ اسے بُرا نہیں کہنا چاہیے تو آپ بھی اپنے ایمان کا علاج کروائیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان کی حفاظت فرمائے اور بد مذاہب سے بچنے کی توفیق دے آمین ثم آمین۔